البرھان فی رد البھتان والعدوان
ملفوظات اعلیحضرت
''حدیقہ ندیہ'' والے واقعے
پر اعتراضات کا علمی و تحقیقی محاسبہ
احمد رضا قادری رضوی

0.jpg

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

نام کتاب......:البرھان فی رد البھتان و العدوان

موضوع......: ملفوظات اعلیحضرت "حدیقہ ندیہ" والے واقعے پر اعتراضات کا علمی و تحقیقی محاسبہ

مرتب......: احمد رضا قادری رضوی

نظر ثانی......: محمد تیمور رانا حفظہ اللہ

مفت ڈاؤن لوڈ

www.scribd.com/AhmedRaza92

﴾......اجازت نامہ......﴿

nusratulhaq92@gmail.com

یا اللہ عزوجل　　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم وعلی آله و صحبه اجمعین. اما بعد!

شیخ الاسلام امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان بازیوں اور الزام تراشیوں کا سلسلہ مخالفین کی طرف سے کوئی نئی بات نہیں ہے۔مخالفین کی طرف سے آیئے دن کوئی نہ کوئی نیا کتابچہ ، پمفلٹ ،یا نیٹ پر تھریڈ سامنے آتا ہے۔لیکن ان میں نہ ہی کوئی اخلاص ،نہ دین اسلام کا جذبہ اور نہ ہی انصاف و تحقیق کا کوئی پہلو ہوتا ہے۔

بلکہ مخالفین کے اعتراضات محض مسلک پرستی پر مبنی ہوتے ہیں اور مخالفین یہ سارازور محض اس لئے لگاتے ہیں کہ علماء اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی سے عوام الناس کو بدظن کیا جائے۔مسلمانوں کے دلوں میں اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کے بارے میں اس قدر غلط عقائد ونظریات بھر دیئے جائیں کہ وہ ان سنیوں سے اس قدر شدید نفرت کریں کہ انہیں ابوجہل و ابولہب سے بڑا کافر ومشرک تسلیم کریں ،اور پھر توحید کی آڑ میں انہی لوگوں کو استعمال کر

کے سینوں کی مساجد، مدارس، محافل نعت، اجتماع اور مزارات پر خودکش حملے کروائیں جائیں اور ان کی کم علم عوام ایسے کاموں کو جہاد ماننے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ معاذ اللہ عزوجل۔

مخالفین کی یہ انتہائی بے انصافی، ظلم اور زیادتی ہے کہ وہ ایسے ایسے کفریہ وگمراہ کن نظریات ہم اہل سنت و جماعت کے سر تھونپتے ہیں کہ شاہد کہ یہود و نصاریٰ بھی ایسے الزامات و بہتان لگانے سے پہلے شرم محسوس کرتے ہوں اور شاہد انہوں نے بھی ایسے الزامات ہم سینوں پر نہ لگائیں ہوں۔

بہرحال الحمد للہ عزوجل! ہم اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات قرآن و سنت کے مطابق ہیں جن پر دلائل علماء اہل سنت و جماعت کی کتب و فتاویٰ جات میں موجود ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ کم از کم ان کتب کو پڑھ لیں تاکہ بدمذہبوں کے شکوک وشبہات کا شکار نہ ہوسکیں۔ باقی مخالفین جس قدر باتیں گھڑ کر ہمارے ذمے لگاتے ہیں ہم ان کے بارے میں اتنا ہی کہتے ہیں کہ

”ذٰلِکَ قَوْلُھُمْ بِاَفْوَاھِھِمْ۔

یہ (من گھڑت) باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں“۔ (القرآن)۔

مخالفین کے مشہور اعتراضات میں سے ایک اعتراض ''حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ'' والا واقعہ بھی ہے ۔مخالفین کی درجنوں کتابوں ،اشتہاروں اور پمفلٹوں میں اس واقعہ کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے اور پھر اپنی بھولی بھالی عوام کو ایسے ابلیسی چال میں پھنسایا کہ وہ بچارے یہ ماننے پر مجبور ہو گئے کہ واقعی شیخ نجدی جو فرمارہے ہیں وہ بالکل صحیح ہے اور یہ سنی مسلمان پکے مشرک و گمراہ ہیں۔(معاذ اللہ عزوجل)

لیکن مخالفین بچاروں کو کیا معلوم کہ اہل سنت و جماعت پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم اور حضور ﷺ کی نظر رحمت اور اولیاء اللہ کا فیض ہے ۔مخالفین کی لاکھ کوششوں کے باوجود اہل سنت و جماعت کی شان وشوکت میں کچھ کمی واقع نہیں ہوگی ۔زمین پر کھڑے ہوکر چودھویں کے چاند پر تھوکنے سے چاند پر کچھ فرق نہیں پڑے گا بلکہ تھوک اپنے ہی منہ پر آئے گا۔المختصر ہم اپنے موضوع کی طرف چلتے ہیں۔

نوٹ------: یہ واقعہ امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے لیکن ملفوظات میں جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ہے ۔معترضعین بھی اس کے نام سے اعتراض کرتے ہیں لہذا ہم اکثر مقامات پر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ ہی کا نام لکھیں گے لیکن میری مراد اس سے اصل واقعہ ہی ہوگا۔مرتب

﴿ملفوظات میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ﴾

ایک شخص نے شیخ الاسلام امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یا اللہ فرمایا اور دریا میں اتر گئے ،پورا واقعہ یاد نہیں۔

''(تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ارشاد فرمایا)۔

''ارشاد: غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور ''یا اللہ'' کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے ،بعد کو ایک شخص آیا، اُسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی۔ کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا،عرض کی میں کس طرح آؤں؟

فرمایا ''یا جنید یا جنید'' کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو ''یا اللہ'' کہیں اور مجھ سے ''یا جنید'' کہلواتے ہیں،میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے ''یا اللہ'' کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔

پکارا: ''حضرت میں چلا فرمایا: ''وہی کہہ'' یا جنید یا جنید' جب کہا دریا سے پار ہوا۔

عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں ؟:''فرمایا ارے نادان ابھی جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے، اللہ اکبر!

(ملفوظات حصہ اول صفحہ 97، مکتبہ المدینہ 166)

مخالفین و معترضین حضرات اس واقعہ کو لیکر طرح طرح کے بے جا اعتراضات کرتے ہیں۔حتا کہ اس قدر بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں کہ اسکو کفر و شرک کہنے سے بھی نہیں چونکتے۔مخالفین حضرات عوام الناس کے اذہان میں مختلف وسوسے ڈالا کر ان کو اہل سنت و جماعت سے بدظن کرتے ہیں۔تو ان شاء اللہ عزوجل مخالفین و معترضین کے تمام الزامات و اعتراضات کا تفصیلی جواب ان شاء اللہ عزوجل اس کتابچہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تاکہ حق و باطل واضح ہوجائے۔

جواب حاضر ہے......

﴾ملفوظات کے واقعہ کے بارے میں وضاحت﴿

سب سے پہلے تو ملفوظات شریف کے اس واقعہ کے بارے میں یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو بیان کرنے سے قبل فرمایا کہ

''غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے''

یعنی اس واقعہ کو علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''حدیقہ ندیہ'' سے نقل کیا گیا، لیکن جب یہ واقعہ بیان کیا اس وقت انکے سامنے ''حدیقہ ندیہ'' موجود نہیں تھی، اس لئے اُس کا خلاصہ و مفہوم اپنے لفظوں میں بیان فرمادیا۔ اور علماء کرام کی کتب میں درجنوں ایسے واقعایات موجود ہے جن کو کتاب کا نام لیکر بیان کیا گیا لیکن من و عن بیان نہیں کیا گیا۔

۞ ----- دوسری بات یہ کہ یہاں اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ سے تسامح واقع ہوا ہے کیونکہ یہ واقعہ **حضرت جنید بغدادی** رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں بلکہ **سیدی شمس الدین محمد حنفی شاذلی مصری** علیہ الرحمۃ (متوفی ۸۴۷ھ) کا ہے۔ بتقاضہ بشریت ایسا تسامح واقع ہونا کوئی قابل اعتراض یا قابلِ تنقید بات نہیں ہے، اہل علم جانتے ہیں کہ بڑے بڑے علماء و محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے اکثر مقامات پر تسامح

واقع ہوا ہے ۔حتا کہ امام المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تسامح بھی علماء امت نے اپنی کتب میں بیان فرمائے ہیں۔مثلاً

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''فضل من شهد بدر ''اور ''غزوة الرجيع ''میں ایک طویل حدیث میں فرمایا

''وقتل خبيب هو قتل الحارث بن عامر بن نوفل يوم بدر''

یعنی خبیب نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔اس جگہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے تسامح واقع ہوا ہے کیونکہ خبیب نام کے دو شخص ہیں خبیب بن عدی اور خبیب بن اساف ۔اور تمام تر اہل مغازی کا اتفاق ہے کہ جس شخص نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا وہ خبیب بن اساف ہیں۔جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۸ ص ۳۸۴ میں ذکر کیا۔

یہاں سمجھانے کے لئے صرف ایک ہی مثال پر اکتفاء کیا جاتا ہے اس طرح کے درجنوں حوالہ جات نہ صرف علماء محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی کتب بلکہ خود دیوبندی واہلحدیث مکتبہ فکر کی کتب میں موجود ہیں ۔جو کہ اہل علم حضرات سے مخفی نہیں۔

دیوبندی تھانوی نے خود تسلیم کیا کہ مجھے سے غلطیاں ہوتیں ہیں اور میں برابر اپنی غلطیوں کو شائع کرتا رہتا ہوں۔مفہوم

(ملفوظات حکیم الامت جلد 4 ص ۹۰)

لہذا ایسا تسامح کسی بھی مسلک ومکتب فکر کے نزدیک قابلِ اعتراض وتنقید نہیں ،اور اگر کوئی اسی پر بضد ہے تو پھر اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ سے قبل بڑے بڑے محدثین کرام وعلماء دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور خود ان کے اپنے علماء واکابرین بھی اس کی تنقید کا نشانہ بنے گے۔معاذ اللہ عزوجل۔

﴾ملفوظات کا یہ واقعہ علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی سے نقل کیا گیا﴿

میرے مسلمان سنی بہن بھائیو!

سب سے پہلی بات تو آپ کو بتاتا چلوں کہ یہ واقعہ (سیدی شمس الدین محمد حنفی شاذلی مصری علیہ الرحمۃ متوفی ۸۴۷ھ کے نام سے) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے بھی تقریباً 129 سال قبل کے بزرگ حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۱۴۳ھ) کی کتاب ''**الحدیقہ الندیہ شرح الطریق المحمدیہ**''میں موجود ہے۔ چنانچہ ''حدیقہ ندیہ'' کی اصل عبارت اس طرح ہے۔

''ومما یحث المرید علی اتخاذ الشیخ **الحی** مسر شدا منه او المیت مستمدا منه ما نقله الشیخ عبد الوهاب **الشعراوی** رحمة الله تعالیٰ فی **کتابه** العهود المحمدیة :

ان معروف الکرخی کان یقول لا صحابه:اذا کان لکم الی الله تعالی حاجة فا قسوا علیه بی ولا تقسموا علیه بی تعالی :فقیل له فی ذلک فقال :هئولا ء لا یعرفون الله تعالیٰ فلم یحبهم ،ولو انهم عرفوه لا جابهم . وکذلک وقع لسیدی محمد

الـحـنـفـی الشاذلی انه کان یعدی من مصر الی الروضة ما شیاً علی الماء هو و جماعته فکان یقول لهم:

قولوا یا حنفی ،

و امشوا خلفی و ایا کم ان تقولو ا یا الله !

تغرقوا . فخالف شخص منهم وقال : یا الله فزلقت رجله فنزل الـی لـحیته فی الماء فالتفت الیه الشیخ و قال :یا ولدی انک لا تعرف الله تعالیٰ حتی تمشی با سمه علی الماء ،فاصبر حتی اعـرفک بعظمة الله تعالیٰ .ثم اسقط الوسئط انتهی ۔ (ترجمہ "کشف النور" کی عبارت کے تحت ہی موجود ہے)

(الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الجزالثانی، مکتبہ النوریہ، ص۲۰ ۷)

یہی حوالہ حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۴۳ھ) کی دوسری کتاب "کشف الـنـور عـن اصـحاب القبور " میں بھی موجود ہے۔
چنانچہ اس کتاب کا بھی اصل حوالہ ملاحظہ کیجیے۔

﴾......”کشف النور“ کا اصل واقعہ......﴿

حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ

”ومما یحث المرید علی اتخاذ الشیخ **الحی** مسر شدا منه او المیت مستمدا منه ما نقله الشیخ عبد الوهاب **الشعراوی** رحمة الله تعالیٰ فی **کتابه** العهود المحمدیة :

ان معروف الکرخی کان یقول لا صحابه:اذاکان لکم الی الله تعالی حاجة فا قسوا علیه بی ولا تقسموا علیه بی تعالی :فقیل له فی ذلک فقال :هئولا ء لا یعرفون الله تعالیٰ فلم یحبهم ،ولو انهم عرفوه لا جا بهم . وکذلک وقع لسیدی محمد الحنفی الشاذلی انه کان یعدی من مصر الی الروضة ما شیاً علی الماء هو و جماعته فکان یقول لهم:

قولوا یا حنفی ،

و امشوا خلفی و ایا کم ان تقولو ا یا الله !

تغرقوا . فخالف شخص منهم وقال : یا الله فزلقت رجله فنزل الی لحیته فی الماء فالتفت الیه الشیخ و قال :یا ولدی انک

لا تعرف اللہ تعالیٰ حتی تمشی با سمہ علی الماء ،فاصبر حتی اعرفک بعظمة اللہ تعالیٰ .ثم اسقط الوسئط انتھی۔

''مرید کو رشد وہدایت اور امداد حاصل کرنے کیلئے زندہ یا وصال فرمودہ شیخ کا دامن پکڑنے پر، العھود المحمد یہ میں شیخ عبدالوہاب شعرانی کی یہ نقل شوق لاتی ہے کہ حضرت معروف کرخی اپنے احباب کو فرمایا کرتے تھے کہ اگر بارگاہ الٰہی میں تمہاری کوئی حاجت ہو تو اللہ تعالیٰ کو میری قسم دو، اس ذات کی قسم نہ دو، اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا (کہ اس کی وجہ کیا ہے؟) تو انہوں نے فرمایا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں رکھتے لہذا وہ ان کی درخواست قبول نہیں فرماتا اگر اسے پہچانتے تو اس کی دعا قبول فرماتا۔

اسی طرح سیدی محمد حنفی شاذلی سے منقول ہے وہ ایک جماعت کے ہمراہ مصر سے روضہ کی طرف پانی پر چلتے جارہے تھے، اور انہیں فرماتے تھے'

''**یا حنفی**'' کہتے ہوئے میرے پیچھے چلتے رہو

اور دیکھو ''یا اللہ'' نہ کہنا ڈوب جاؤ گے!

ان میں سے ایک شخص نہ مانا اور ''یا اللہ'' کہا اس کا پاؤں پھسلا اور حلق تک پانی میں چلا گیا، شیخ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: بیٹے! **تجھے اللہ کی معرفت**

نہیں ہے حتیٰ کہ اس کا نام لے کر پانی پر چل سکے، ٹھہر! تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت عطا کرتا ہوں یہ کہا اور تمام حجابات اٹھا دیئے۔ (انتہی)

(كشف النور عن اصحاب القبور ص ٢٠ از علامه عبد الغني آفندي، نابلسي حنفي (م ١١٤٣ھ) المكتبة النورية الرضويه،)

الحمدللہ عزوجل "یا حنفی" والا مذکورہ واقعہ حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۴۳ھ) کی دونوں کتابوں [۱] "**الحديقه النديه شرح الطريق المحمديه**" [۲] "كشف النور عن اصحاب القبور" میں موجود ہے۔ جس کو حرف بہ حرف ہم نے آپ کے سامنے پیش کر دیا۔

﴿یہ واقعہ ولادتِ اعلیحضرت سے 300 سال قبل کا ہے﴾

یاد رہے کہ علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۴۳ھ میں فوت ہوئے اور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۷۲ میں پیدا ہوئے تو صرف انہی تاریخوں کو دیکھا جائے تو 129 سال کا عرصے بنتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے تقریباً 129 سال قبل علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا، لیکن 129 سال کے اس طویل عرصے میں کسی ایک بزرگ حتیٰ کہ خود اکابرین مخالفین نے اس پر انگلی تک نہیں اٹھائی۔ آخر کیوں؟

بلکہ یہی واقعہ ''یا حنفی'' علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال ۹۷۳ھ میں ہوا انہوں نے ''**مشارق الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ** ''میں بیان فرمایا۔اب اگر اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت (۱۲۷۲ھ) کو دیکھا جائے تو صرف اس حساب سے تقریبا 299 سال پہلے کا واقعہ بنا۔یعنی تقریباً اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے تین (3) صدیاں قبل کا یہ واقعہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔

لیکن تقریبا تین سو (300) سال کے دوران کسی ایک مستند و معتبر اکابر دین نے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا، ان پر کفر و شرک کا فتویٰ نہیں دیا ،ان پر یہ الزام نہیں لگایا کہ انہوں نے ایک ولی کو اللہ پر فضلیت دی ،معاذ اللہ عزوجل۔

ہم پوچھتے ہیں کہ 300 سال یعنی تین صدیوں میں کوئی بھی توحید کو جاننے والا عالم دین نہیں تھا؟ یا ان تین صدیوں کے کسی عالم دین کی نظر سے یہ واقع نہیں گزرا؟ کیا تین صدیوں کے سب علماء دین جاہل یا ناسمجھ تھے کہ انہوں نے اس پر کوئی فتوی نہیں لگایا اور آج کے مخالفین ومعترضین حضرات زیادہ توحید کو جاننے والے ہیں؟ آخر کیا وجہ ہے کہ تین سو سال تک کسی ایک مستند و

معتبر عالم دین نے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی اعتراض نہیں کیا؟
چلیں ان کی نظر سے بالفرض یہ کتاب نہیں گزری تو علماء دیوبند کے حکیم اشرفعلی تھانوی کے زیر مطالعہ تو ''حدیقہ ندیہ'' رہی ،جس کا ثبوت'' جمال اولیاء ص ۵''پر موجود ہے لہذا جب انہوں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تو اس کتاب اور اس کے مصنف پر فتویٰ کیوں نہیں دیا؟
ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ مخالفین ومعترضین کے خود اپنے بڑے بڑے علماء و اکابرین نے اپنی کسی کتاب میں'' حدیقہ ندیہ، کشف النور یا مشارق الانور'' کی اس عبارت کو تنقید کا نشانہ نہیں بنایا۔کوئی ایک حوالہ معترضین ومخالفین اپنے اکابرین کا پیش نہیں کر سکتے جس میں علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ (یا امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ) کے اس مذکورہ بالا واقعہ پر وہی سارے فتوے ،اعتراضات اور الزامات عائد کیے گے ہوں جو کہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کیے جاتے ہیں۔
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو دشمنی صرف اور صرف اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے ہے اور صرف سنی بریلوی علماء سے بغض وعناد کی وجہ سے خواہ مخواہ انتشار پھیلاتے ہیں۔پھر اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ محض ناقل ہے ،اب اگر ناقل پر اعتراض ہے تو پھر اصل مصنف تو تنقید و اعتراض کا زیادہ حق دار ہوگا

۔لیکن ہم جانتے ہیں کہ معترضین حضرات علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ پر کبھی تنقید نہیں کریں گے۔

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوء کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

......علامہ نابلسی علماء دیوبند کے نزدیک......

اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ واقعہ امام عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''حدیقہ ندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ'' سے نقل فرمایا، اور انہی علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معترضین حضرات کے حکیم اشرفعلی تھانوی دیوبندی اپنی کتاب جمال اولیاء صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں۔

''سیدی عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسی''

اور پھر تھانوی صاحب نے جمال اولیاء میں جن چالیس سے کچھ زائد کتب کی نقل پر بھروسہ کیا ان میں علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کی اسی کتاب ''الحدیقه الندیه شرح الطریق المحمدیه'' بھی شامل ہے۔ چنانچہ تھانوی صاحب نے جن کتابوں کی فہرست لکھی ہے اس میں نمبر ۳۶ میں

''شرح الطریقۃ المحمدیہ'' کا نام بھی موجود ہے۔

(جمال اولیاء صفحہ ۵)

اور جن چالیس سے زائد کتابوں کا اشرفعلی تھانوی نے ذکر کیا، جس میں ''شرح الطریقۃ المحمدیہ'' از علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہے، ان کے بارے میں اشرفعلی تھانوی دیوبندی کہتے ہیں کہ

''غرض یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جنکی نقل بھروسہ کی نقل ہے اور پھر ان کے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں انکے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے''

(جمال اولیاء صفحہ ۵)

معلوم ہوا کہ علماء دیوبند کے امام تھانوی کے مطابق علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار عارف باللہ، اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء میں ہوتا ہے۔ اور انکی کتابوں کی نقل پر دیوبندی مکتبہ فکر کی سب سے اہم شخصیت تھانوی صاحب کو بھروسہ ہے۔

﴿امام حنفی شاذلی ونابلسی معترضین کے فتوے کی زد میں﴾

علماء دیوبند کی مشہور کتاب ''دھماکہ'' کے مصنف نے ملفوظات اعلیحضرت کا ''یا جنید والا واقعہ'' بیان کرنے سے قبل لکھا کہ

''اعلیحضرت نے بعض ایسی صورتیں بھی تجویز کی ہیں کہ اولیاء اللہ خود اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ کر ثابت ہوں۔ [پھر یہ ہیڈنگ لگائی کہ]

حضرت جنید بغدادیؒ کو اللہ تعالیٰ پر فضیلت دینا ''(دھماکہ ۵۱)

اسی طرح علماء دیوبند کے خالد محمود دیوبندی نے ملفوظات کے واقعہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا کہ

''حضرت جنید بغدادیؒ کو خدا پر فضیلت دینا''

(مطالعہ بریلویت ج ۲ ص ۲۳۸)

یعنی علماء دیوبند کے نزدیک یا جنید کہنا اولیاء اللہ کو اللہ عزوجل سے بڑھانا ہے، اور اولیاء کو اللہ تبارک وتعالیٰ پر فضیلت دینا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ نہیں مراد یہ ہے کہ اللہ کی پکار چھوڑ کر بزرگ کو پکارا گیا اور یہ عمل قابل اعتراض ہے،

تو آیئے ذرا علماء دیوبند اپنے گریبان میں جھانکیں۔ اور اپنے معتبر ومستند

بزرگ علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حدیقہ ندیہ،اور کشف النور کو ملاحظہ کریں۔

اولیاءکرام رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو بات امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی وہی بات آپ کے مستند بزرگ عارف باللہ،ولی کامل ، بڑے عالم علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ۔ بلکہ معترضین کے مذہب کے مطابق تو ملفوظات سے بھی زیادہ سخت جملے حضرت امام حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بتلائے ، کہتے ہیں کہ

''**یاحنفی**'' کہتے ہوئے میرے پیچھے چلتے رہو
اور دیکھو''**یا اللہ**'' **نہ کہنا** ڈوب جاؤ گے''

(حدیقہ ندیہ، کشف النور)

یہاں تو بالکل صاف دوٹوک الفاظ میں حکم ہے کہ یا اللہ نہ کہنا ڈوب جاؤ گے ۔اب جناب خالد محمود دیوبندی و دیگر معترضین کے مطابق تو ان کے امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے خود کو اللہ عزوجل سے بڑھا دیا ،اور علماء دیوبند کے عارف باللہ اور بڑے عالم علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ اپنی کتابوں میں بیان کر کے

''حضرت حنفی رحمۃ اللہ علیہ کوخدا پر فضیلت دی''۔

علماء دیوبند کے مطابق تو امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ دونوں گمراہ ومشرک ٹھہرے۔معاذ اللہ عزوجل۔

اب ہم عام علماء دیوبند سے تو نہیں کہتے لیکن اگر دارالعلوم دیوبند کے مفتیان سے بن پڑے تو ذرا اپنے علماء دیوبند کے ان تمام اعتراضات ،فتوؤں کو سامنے رکھیں جو ملفوظات اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ ''یا جنید'' کے بارے میں کیے۔اور پھر علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کے مذکورہ بالا واقعہ ''یا حنفی رحمۃ اللہ علیہ'' کو بھی سامنے رکھیں اور اگر انصاف کا ذرا بھی لحاظ ہے تو علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اور امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی وہی سارے فتوے جاری کریں۔

اور اگر نہیں کر سکتے اور ان شاء اللہ عزوجل ہرگز نہیں کر سکیں گے تو پھر یہ تسلیم کریں کہ امام اہل سنت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر جن نام نہاد مولیوں ،مفتیوں نے اعتراضات کیے،ان کو تنقید کا نشانہ بنایا وہ محض ضد وعناد اور مسلک اہل سنت سے بغض کی وجہ سے تھے۔

لو اپنے دام میں صیاد آ گیا......

الحمدللہ عزوجل! مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ ملفوظات اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جس واقعہ کے الفاظ کو بنیاد بنا کر علماء دیوبند نے ہم اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کو تنقید کا نشانہ بنایا، وہی سب کچھ خود ان کے اپنے امام حکیم تھانوی صاحب کی معتبر شخصیت عارف باللہ، ولی کامل، اکابر عالم علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کی نہ صرف ایک کتاب بلکہ دو کتابوں سے ثابت ہوگیا۔ (بلکہ آگے حوالہ موجود ہے کہ یہی واقعہ علماء دیوبند کی معتبر و متفقہ شخصیت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے بھی ثابت ہے)۔

لہذا اب علماء دیوبندی کے وہ تمام کھلاڑی جنہوں نے محض بغضِ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ میں ملفوظات اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے واقعے پر اپنی کتابوں کے صفحات کو کالا کیا، ان سب کو چاہیے کہ اگر وہ خود کو سچا سمجھتے ہیں، تو پھر اپنی قلموں کو جنبش دیں اور جس لب و لہجہ، جس اندازِ تحریر و تقریر، اور جس شوقِ تکفیر کا ثبوت شیخ الاسلام الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دیتے ہیں اسی طرح علامہ عبدالغنی نابلسی، امام شعرانی، امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین پر بھی فتوے لگائیں، انہیں بھی تنقید کا نشانہ بنائیں، ہو سکے تو اپنے علماء سے وہی

سارے اعتراضات لکھوا کر مفت شائع کراوئیں۔

اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر مانو کہ وہی سب باتیں جن کو تم خلاف اسلام بتلا چکے، گمراہیوں اور جہالتوں کے کھاتے میں ڈھال چکے، اور امت مسلمہ پر اپنے نام نہاد فتوے لگا چکے، وہ سب کے سب باطل تھے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔

﴿......علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ومرتبہ......﴾

اب علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں چند بزرگ علماء دین کی رائے بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔

۞......علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق علماء اسلام نے ''عارف باللہ، قطب الاقطاب'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

(دائرہ المعارف، عربی ج ۱۱ ص ۱۶۰)۔

۞......مولوی فقیر محمد جہلمی علیہ الرحمۃ نے ان کے بارے میں لکھا ''عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی دمشقی، عالم محقق فاضل مدقق تھے۔ الخ۔

(حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۵۸ طبع لاہور)

۞......اسماعیل پاشا بغدادی نے لکھا"النابلسی الدمسققی العارف باللہ الحنفی الصوفی النقشبندی القادری "

(ھدیۃ العارفین جلد اول صفحہ ۵۹۰)

۞......شیخ سید احمد طحطاوی حنفی قدس سرہ نے فرمایا"قال العارف باللہ سید عبد الغنی نابلسی"

(الحاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح)

۞......شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

"الشیخ عبد الغنی بن اسماعیل النابلسی لدمشقی ،الحنفی اشھر الاولیاء العارفین من عصرہ الی الان اخذ عن کثیر من ائمۃ العلماء والاولیاء اخذ عنہ کثیر منھم"

(جامع کرامات اولیاء جلد۲ص۱۹۴)

حضرت شیخ سیدی محمد حنفی شاذلی مصری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل حالات الامام المحقق شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبھانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب"جامع الکرامات الاولیاء"(عربی) میں درج فرمائے ہیں۔

(اردو ترجمہ، مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور ۱۹۸۲ء، ج ۱ص ۶۶۳ ، ج ۲ص ۱۰۶۹)

الحمد للہ عزوجل! ثابت ہوا کہ علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اکابر اولیاء و علماء میں ہوتا ہے۔حتیٰ کہ کے خود علماء دیوبند نے بھی اعتراف کیا جیسا کہ بیان ہو چکا۔ (بحوالہ آئینہ اہل سنت)

﴾......حدیقہ ندیہ اور مخالفین کی جہالت......﴿

اسلامی محفل کی ویب سایٹ پر ایک معترض نے یہ کہا کہ ''اس کتاب کی تلاش میں کراچی میں مصری کتب کے سب سے بڑے مکتبے مکتبہ الحمد بنوڑی ٹاون پہنچا اور اس کتاب کا مطالبہ کیا مگر انھوں نے جواب دیا کہ یہ نام (حدیقہ ندیہ) ہم نے پہلی بار سنا ہے''

الجواب ......: جناب اگر آپ کے مکتبے والوں یا آپ کے علماء نے اس کتاب کا نام نہیں سنا تو یہ ان کی اپنی لاعلمی ہے،ان کی لاعلمی و جہالت کی بنا پر کسی کتاب کا انکار نہیں کیا جا سکتا،لہذا اپنی جہالت کا علاج کریں ۔جناب والیٰ! آپ اپنے حکیم اشرفعلی تھانوی کی کتاب ''جمال اولیا'' ہی اٹھا کر دیکھ لیتے تو آپ کو اپنی جہالت کا جواب مل جاتا۔تھانوی صاحب نے اپنی کتاب جمال اولیاء صفحہ ۵ میں جن کتابوں کی فہرست لکھی ہے اس میں نمبر

۳۰۶ میں ''شرح الطریقۃ المحمدیہ'' کا نام بھی موجود ہے۔

اسی طرح علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں کتابوں ''حدیقہ ندیہ'' اور ''کشف النور'' کا ذکر اسماعیل پاشا بغدادی نے اپنی مشہور کتاب ''ھدیۃ العارفین اسماء المؤلفین و آثار المصنفین'' (بیروت) جلد اول صفحہ ۵۹۲، اور ۵۹۲ میں کیا ہے۔

﴿علماء وہابیہ کے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ واقعہ لکھا﴾

یہی ''یا حنفی'' والا مذکورہ بالا واقعہ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۳ھ) نے ''مشارق الانوار القدسیہ فی بیان العھود المحمدیہ'' میں اور ''لمع البرق المقامات العوال فی زیارۃ سیدہ حسن الراعی وولدہ عبد المعال'' از سیدی مصطفےٰ البکری حنفی علیہ الرحمۃ میں بھی موجود ہے۔ (بحوالہ آئینہ اہل سنت ۱۴۳)

ملفوظات اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنے والے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی فتوی لگائیں، اور ان کے خلاف بھی کوئی کتاب لکھیں، کوئی مضمون تیار کریں، یا کوئی ویڈیو بنائیں، لیکن یاد رہے کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کوئی عام

شخص نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء دیو بندو اہلحدیث نے ان کی تعریفیں بیان کی ہیں۔ لیجیے صرف چند حوالے ملاحظہ کیجیے۔

﴾......امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ علماء وہابیہ کے نزدیک ......﴿

☆ دیو بندی حکیم اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں کہ

''علامہ شعرانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے قطب تھے''

(حاشیہ الدر المنصور حصہ اول ص ۱۴)

☆ مولوی انور شاہ کشمیری دیو بندی لکھتے ہیں کہ

''امام شعرانی نے عالم بیداری میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے صحیح بخاری پڑھی''

(فیض الباری جلد اول ۲۰۴)

☆ مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی غیر مقلد اہلحدیث لکھتے ہیں کہ

''مجھ نابکار کو ان سے کمال حسن عقیدت ہے۔ میں نے ان کی کتب سے سلوک و فروع کے متعلق بہت فیض حاصل کیا۔ مصر میں ان کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی اور ان کی مرقد منور کی زیارت کی اور فاتحہ پڑھی''

(تاریخ اہلحدیث بر حاشیہ ص ۱۳۶)

☆ نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں کہ

''علامہ شعرانی عالم،محدث،صوفی،صاحب کراماتِ کثیرہ تالیفات نفیسہ، متبع سنت، مجتنب عن البدعتہ، جامع بین الشریعہ والطریقتہ تھے''

(تاج مکلل بحوالہ آئینہ اہل سنت ۱۱۰)

گزارش یہ ہے کہ اگر زیر بحث واقعہ حقیقتاً کفر وشرک پر مبنی ہے تو پھر مذکورہ بالا واقعہ ''یا حنفی'' پر بھی کفر وشرک کا فتوی جاری ہونا چاہیے تھا، اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ پر تو مخالفین کفر،شرک، گمراہی کے فتوے لگاتے ہیں لیکن عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے۔ یہ اپنے بیگانے کا فرق کیوں؟

حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں (پ 10 التوبۃ 23)۔

لہذا اب وہی سب اعتراضات، الزامات اور فتوے جو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ پر عائد کرتے ہیں، وہی سب خود علماءِ وہابیہ پر عائد ہوئے کیونکہ خود ان کی مسلمہ شخصیت نے ''یا حنفی'' والا واقعہ لکھا۔

معلوم ہوا کہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ/امام حنفی شاذلی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ واقعہ بالکل صحیح ہے لیکن مخالفین اپنی خرد ماغی کی وجہ سے اس کو غلط انداز میں پیش کرتے ہیں۔

﴿معترض کا جھوٹ کہ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یا اللہ کہنے سے منع کیا﴾

اعتراض...... : مخالفین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ امام احمد رضا خان بریلوی کے نزدیک اسلام یہ ہے کہ یا اللہ یا اللہ مت کہا کرو، صرف یا جنید یا جنید کہو۔

جواب...... : اولاً تو اس واقعہ کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خود اللہ کی فضیلت تسلیم کی اور بیان فرمائی کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ "یا اللہ" کہتے ہوے اس (دریا) پر زمین کی مثل چلنے لگے (ملفوظات) تو یا اللہ، یا اللہ کہنے کی تعلیم و تربیت اور اللہ کی فضیلت تو اس میں موجود ہے۔

۞...... دوسرا یہ اعتراض محض معترضین و مخالفین کا جھوٹ و بہتان ہے۔ ہم تمام مخالفین و معترضین سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ملفوظات سے یہ الفاظ نکال کر بتائیں جن میں یہ ہو کہ

"یا اللہ مت کہو صرف یا جنید کہو"۔

لیکن قیامت تک ایسے الفاظ نکال کر نہیں دیکھا سکتے۔ پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خود فتاویٰ رضویہ میں اس بات کو افترا قرار دیا۔

"اور یہ محض افترا ہے کہ انہوں نے فرمایا تو اللہ اللہ مت کہہ۔ یا جنید کہتا"

(فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۲۶ ص ۶۴۳ طبع لاہور)

لہذا ثابت ہوا کہ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی کوئی بات ارشاد نہیں فرمائی۔ بلکہ مخالفین کا مذکورہ اعتراض صریح جھوٹ و بہتان ہے۔

......تیسری بات یہ ہے کہ علماء دیوبند کے عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اور اسی طرح امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ''یا حنفی'' والا واقعہ لکھا۔ اور وہاں یہ موجود ہے کہ ''**یا حنفی**'' کہتے ہوئے میرے پیچھے چلتے رہو اور دیکھو ''**یا اللہ**'' **نہ کہنا** ڈوب جاؤ گے'' (حدیقہ ندیہ، کشف النور، مشارق الانوار)

لہذا اب معترضین و مخالفین کو چاہیے کہ ان بزرگوں پر فتویٰ لگائیں، اور اگر نہیں لگاتے تو پھر اپنے ہی اصول سے مخالفین و معترضین حضرات اولیاء کو اللہ پر فضیلت دیکر مشرک ٹھہرے۔

......اسی طرح دیوبندی محمد حبیب خان میواتی دیوبندی نے اپنی کتاب ''تذکرہ صوفیائے میوات'' میں شاہ نصر اللہ نصرتی کا واقعہ لکھا، شاہ صاحب نے اپنے مرید کو کہا کہ ''**نصر اللہ کا ورد کرتا چل**'' جب وہ **بجائے نصر اللہ کے ''اللہ اللہ'' کہنے لگا فوراً ہی ڈبکیاں لینے لگا**، آپ نے کہا......تو نصر اللہ کہتا

چل، ملخصاً

لہذا اب علماء دیوبند کو چاہیے کہ شاہ نصر اللہ نصرتی پر بھی فتویٰ لگائیں، اور اس واقعہ کو اپنی کتاب میں لکھنے، اور ایسی کتاب پر پیش لفظ لکھنے والے تمام دیوبندیوں پر بھی فتویٰ لگائیں اور اگر نہیں لگاتے تو پھر اپنے ہی اصول سے تم وہابی اولیاء کو اللہ پر فضیلت دیکر مشرک ٹھہرے۔

✵......اسی دیوبندی حکیم تھانوی کی کتاب ''امداد المشتاق صفحہ ۵۰'' پر ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص بیمار ہوئے اللہ اللہ کہنے لگے تو ان کے بزرگ نے کہا اللہ اللہ نہ کہو آہ آہ کہو تو تب ٹھیک ہوگا...... آخر جب انہوں نے اللہ اللہ کہنا چھوڑ کر اس بزرگ کے کہنے پر آہ آہ کہنا شروع کیا تب صحت مند ہوئے ۔ملخصاً۔لہذا علماء دیوبند کو یہاں بھی فتویٰ لگانا چاہیے یا اس کا جواب دینا چاہیے۔

بحرحال جو اعتراض مخالفین نے لگایا اس کی کچھ حقیقت نہیں، اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یا اللہ، یا اللہ کہنے سے کہیں منع نہیں کیا۔ بلکہ ان کے نزدیک تو ایسی ممانعت تو جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ثابت نہیں، جیسا کہ فتاویٰ رضویہ کی عبارت گزری۔

دیوبندیوں نے شاہ نصر اللہ کو اللہ پر فضیلت دی؟

اعلیحضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں "یا جنید" والے واقعہ کو پڑھ کر علماء دیوبند سیخ پا ہو گئے، اس واقعہ کو پیش کر کے کہنے لگے کہ "اعلیحضرت نے بعض ایسی صورتیں بھی تجویز کی ہیں کہ اولیاء اللہ خود اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ کر ثابت ہوں۔ (پھر یہ ہیڈنگ لگائی کہ) **حضرت جنید بغدادیؒ کو اللہ تعالیٰ پر فضیلت دینا** "(دھماکہ ۵۱) اسی طرح خالد محمود دیوبندی نے ملفوظات کے واقعہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا کہ "حضرت جنید بغدادیؒ کو خدا پر فضیلت دینا" (مطالعہ بریلویت ج ۲ ص ۲۳۸)

اب اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت دیکھیۓ کہ علماء دیوبند نے جس واقعہ کو بنیاد بنا کر یہ اعتراضات کیے، وہی واقعہ خود علماء دیوبند کے گھر میں شاہ نصر اللہ نصرتی صاحب کے بارے میں موجود ہے۔

چنانچہ محمد حبیب خان میواتی دیوبندی نے اپنی کتاب "تذکرہ صوفیائے میوات" میں شاہ نصر اللہ نصرتی ولادت ۱۰۷۷ھ کا ذکر کیا، آپ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں تولد ہوئے۔ پھر اس کے بعد ان کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ

''ایک روز ایک مرید ہم سفر تھا، **راستہ میں دریا پڑا**، شاہ نصر اللہ نے فرمایا

:''میرا ہاتھ تھام لے اور **نصر اللہ کا ورد کرتا چل** ''عین منجدھار میں پہنچے تھے

کہ مُرید نے پیرو مرشد کو اللہ کے نام کا ورد کرتے سنا تو وہ بھی

بجائے نصر اللہ کے ''اللہ اللہ'' کہنے لگا، مگر فوراً ہی ڈبکیاں لینے لگا،

آپ نے اسے بازو سے سہارا دیا: ''تجھے کیا معلوم کہ اللہ کیا ہے،

تو نصر اللہ کہتا چل،

اس نے نصر اللہ کا ورد شروع کر دیا اور دونوں دریا کو پار کر گئے''

(تذکرہ صوفیائے میوات صفحہ ۶۲۳ مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور)

اب علماء دیوبند اپنے گھر کا یہ واقعہ بھی بغور پڑھیں، اور دیکھیں کہ وہی باتیں جو یا جنید، یا حنفی والے واقعہ میں موجود تھیں وہی یہاں بھی ہیں مختصراً وضاحت ملاحظہ کیجیے۔

۞...... **راستہ میں دریا پڑا**، شاہ نصر اللہ نے (اپنے مرید کو دریا پار کرنے ، یعنی دریا پر چلنے کے لئے) فرمایا: ''...... **نصر اللہ کا ورد کرتا چل** ''یعنی شاہ نصر اللہ کے نام کا ورد۔

۞...... اور جب مرید نصر اللہ شاہ صاحب کے نام کا ورد کرتے دریا پر چلتے

چلتے عین منجدھار میں پہنچا تو "بجائے نصر اللہ کے "اللہ اللہ" کہنے لگا" تو اللہ کے نام کا ورد کرتے ہی فوراً ہی ڈبکیاں لینے لگا۔یعنی شاہ نصر اللہ کے نام کے ورد سے نہیں ڈوبا اور اللہ عزوجل کے نام کے ورد سے ڈوبنے لگا۔

✿......شاہ نصر اللہ صاحب نے مرید کو کہا "تجھے کیا معلوم کہ اللہ کیا ہے، تو نصر اللہ کہتا چل" تو جب اس ڈوبتے مرید نے اللہ کے نام کا ورد چھوڑ کر دوبارہ شاہ نصر اللہ کے نام کا ورد شروع کیا تو پھر دریا پار کر گیا۔

اللہ اکبر! میرے سنی بہن بھائیو!

دیکھ رہے ہیں آپ کہ وہی ساری باتیں جن کو علماء دیوبندی خلاف اسلام بتا رہے تھے، اولیاء کو اللہ پر فضیلت دینے کے فتوے لگا رہے تھے، وہی جب ان کے اپنے گھر پہنچا تو اولیاء کی کرامت بن گیا، وہی سب کتابوں کی زینت بن گیا، وہی سب بزرگوں کی شان وعظمت قرار پایا۔

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی

وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں ہے

ہو سکتا ہے کہ کوئی دیوبندی یہ کہہ دے کہ ہم اس کتاب کے مصنف کو نہیں مانتے تو اس لئے ہم پہلے ہی جواب پیش کر دیتے ہیں، تاویل کی زحمت نہ

اٹھائیں۔

دیوبندیوں کے پیر طریقت رہبر شریعت حضرۃ سید نفیس الحسینی صاحب خلیفہ ارشد قطب الاقطاب حضرۃ مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری نے دیوبندیوں کی اس کتاب ''تذکرہ صوفیائے میوات'' پر پیش لفظ تحریر فرمائے، لکھتے ہیں کہ

''تذکرہ صوفیائے میوات'' ہمارے محترم دوست مولانا محمد حبیب الرحمٰن خان صاحب میواتی کی تالیف ہے۔ مولانا موصوف تاریخ کے ایک بلند پایہ فاضل ہونے کے علاوہ **ایک مستند عالم دین بھی ہیں**...... ہمارے مکرم و محترم دوست حضرۃ مولانا عبدالمنان ہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز تلامذہ میں سے ہیں۔ ان کی یہ محنت و کوشش لائق صد تحسین ہے''

(تذکرہ صوفیائے میوات: محمد حبیب خان میواتی)

لہٰذا کوئی دیوبندی اس کا انکار بھی نہیں کرسکتا۔

دیوبندی "اللہ اللہ" کہنے سے صحت نہیں "آہ،آہ" سے صحت؟

دیوبندیوں کے حکیم اشرفعلی تھانوی کہتے ہیں کہ

''ایک دن حضرت شاہ حاجی امام الدین رحمۃ اللہ علیہ علیل ہوئے اور **آہ آہ** کرنے لگے۔حضرت مفتی الٰہی بخش صاحب برادت حاجی صاحب کہ نسبت ارادت بھی حاجی صاحب سے رکھتے تھے، عبادت کو آئے اور کہا، آہ آہ کیوں کرتے ہو **اللہ اللہ** کرو۔انہوں نے کچھ خیال نہ کیا اور آہ میں مشغول رہے۔ایک دن اتفاقاً حضرت مفتی صاحب بھی اسی دور میں مبتلا ہوئے اور اللہ اللہ کرنے لگے اور آہ منہ سے نہ نکالا۔حضرت شاہ صاحب نے تشریف لا کر فرمایا کہ

جب تک آہ نہ کروگے صحت نہ ہوگی۔

چنانچہ یہی ہوا کہ مرض ترقی کرتا گیا، کسی طرح تخفیف نہ ہوئی۔

بالآخر مفتی صاحب نے آہ کرنا شروع کیا

اور صحت حاصل ہوگئی یہ مقامِ عبودیت تھا اور تذلل و عبدیت محبوب کو محبوب ہے اور اسی میں رضا و تسلیم بھی مقصود ہے اور اللہ اللہ مقام الوہیت ہے۔

(امداد المشتاق صفحہ ۵۰ واقعہ ۴۳)

اس پر اعتراضات کی بوچھاڑ کی جاسکتی ہے مگر مقام عبودیت اور تذلل وعبد یت کی جوتاویل اس واقعہ میں کرلی گئی، اگر سیدی عارف باللہ علامہ نابلسی علیہ الرحمۃ کے واقعہ میں بھی تسلیم کرلی جاتی اور کہا جاتا کہ مقام اُلوہیت سے پہلے مقامِ محبودیت کو سمجھنا ضروری ہے تو علامہ نابلسی کی ذات پر کچھ اعتراض باقی نہ رہتا۔ مگر جن کا کام ہی قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور عباراتِ اولیاء کرام میں جوڑتوڑ کرنا ہو اور طرہ یہ کہ مہارت بھی پیدائشی طور پر حاصل ہو تو وہ کوئی دوسرا کام کیسے کریں؟ مخالفین کی ساری تاویلیں تو فقط اپنے گھر کے خالص دیوبندی بزرگوں کے لئے ہی مخصوص ہیں۔

مخالفین اب بتائیں کہ آہ کو اللہ پر فضیلت حاصل ہوئی یا نہیں؟ اللہ اللہ کرنے سے دیوبندی مولوی کو صحت حاصل نہیں ہورہی لیکن دیوبندیوں بزرگ کے بتائے ہوئے وظیفے ''آہ'' ''آہ'' کہنے سے صحت حاصل ہو جاتی ہے تو دیوبندیوں کے نزدیک تو اللہ عزوجل کو کمتر نہیں بتایا جارہا؟ ذرا مصنف دھما کہ و مصنف مطالعہ بریلویت کے اعتراضات کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کریں۔

اب دیوبندیوں یہاں بھی کہیں کہ علماء دیوبند نے بعض ایسی صورتیں بھی تجویز

کی ہیں کہ اپنے دیوبندی [نام نہاد] اولیاء کو اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ کر ثابت کرتے ہیں اور اپنے دیوبندی مولویوں کو **اللہ تعالیٰ پر فضیلت دیتے ہیں**"۔

﴿اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شیطانی وسوسہ کس کو کہاں؟﴾

اعتراض: مخالفین اعتراض کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب نے یا اللہ کی پکار کو شیطانی وسوسہ قرار دیا جیسا کہ ملفوظات کے واقعے میں ہے کہ "جب (وہ شخص، مرید) بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو "یا اللہ" کہیں اور مجھ سے "یا جنید" کہلواتے ہیں۔ **میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں**۔

جواب......: یہ اعتراض بھی مخالفین کی اپنی کم علمی و جہالت کا بدترین نمونہ ہے، اور صرف اور صرف اہل سنت و جماعت اور امام اہل سنت احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے عوام الناس کو بدظن کرنے کیلئے اس کو غلط انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔

میرے سنی مسلمان بہن بھائیو!

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ''یا اللہ کی پکار شیطانی وسوسہ ہے، اور نہ یہ کہا کہ اس (شخص) نے اللہ کو پکارا اور یہ عمل شیطانی ہے ''ہرگز ہرگز ایسی کوئی بات نہیں کہی گئی بلکہ یہ کھینچا تانی صرف اور صرف مخالفین کا بہتان ہے'' ذٰلِکَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۔ یہ (من گھڑت) باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں''۔

ہمارا مخالفین کو کھلا چیلنج ہے کہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے یہ الفاظ نکال کر دیکھائیں جس میں اللہ عزوجل کی پکار کو معاذ اللہ شیطانی وسوسہ کہا گیا ہے ،لیکن ان شاء اللہ عزوجل کوئی شخص ایسے الفاظ ہرگز ہرگز ثابت نہیں کر سکتا۔

۞...... باقی رہے یہ الفاظ'' شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا ۔الخ'' تو ملفوظات کے ان الفاظ کو نہ سمجھنا خود مخالفین کی کم علمی ہے، اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب تو یہ ہے کہ شیطان اُس شخص کو ایک ولی اللہ سے بدگمان کرنا چاہتا تھا اور اُس کی حکم عدولی کروانا چاہتا تھا، اور اس شخص (مرید) نے تکبر میں آ کر یہ سوچا کہ ''**حضرت خود تو** ''یا اللہ'' کہیں اور مجھ سے ''یا جنید'' کہلواتے ہیں، میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں''...... (ملفوظات حصہ اول)

ولی کامل کے مقابلے میں یہ تکبر شیطان لعین نے اس کے دل میں ڈالا ، اور

اس نے شخص نے ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کو اپنے مقام جیسا سمجھ لیا۔اور کہا کہ جب وہ ''یا اللہ'' کہہ کر پار ہو سکتے ہیں **تو میں کیوں نہیں ہو سکتا**، اور یہ ''میں'' ہی ہے، جس نے شیطان کو تعظیم نبی سے روکا تھا، اور اپنے آپ کو مقربین پر قیاس کرنا اور خود کو مقام و مرتبے میں ان جیسا یا ان سے افضل سمجھنا، ان سے بدظن ہونا، ان کی مخالفت کرنا شیطانی وسوسے ہیں۔لہذا مرید کے دل میں جو ایسی متکبرانہ سوچ شیطان نے ڈالی، اس کو شیطانی وسوسہ کہا گیا ہے، لہذا بات کہاں کی تھی اور مخالفین و معترضین نے کہاں جا ٹانکا جوڑا۔ لاحول ولاقوة الا بالله!

اصل مسئلہ یہ ہے کہ معترضین و مخالفین حضرات محض بدگمانی کی بنیاد پر یہ اعتراض کرتے ہیں، حالانکہ توحید کے ان نام نہاد ٹھیکیداروں کو معلوم نہیں کہ بدگمانی حرام ہے۔لہذا ان لوگوں کو توبہ کر کے خواہ مخواہ بدگمانی سے بچنا چاہیے

﴿اعلیحضرت کے مطابق یا اللہ کی پکار سے دریا بھی مثل زمین ہے﴾

۞……دوسری بات یہ ہے کہ اس واقعہ ہی سے ثابت ہو رہا ہے کہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ''یا اللہ عزوجل'' کی پکار کو شیطانی وسوسہ نہیں کہا کیونکہ

مذکورہ واقعہ میں صاف موجود ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ خود "یا اللہ"
کا نام لیتے ہوئے دریا پر چلنے لگے۔

"یا اللہ" کہتے ہوئے اس (دریا) پر زمین کی مثل چلنے لگے"

(ملفوظات حصہ اول صفحہ 97)

لہذا "یا اللہ عزوجل" کے ذکر سے دریا پر زمین کی مثل چلنے کو خود اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اللہ کے حق میں تسلیم کرر ہے ہیں، اور ان الفاظ میں اللہ عزوجل ہی کی فضلیت تسلیم کی گئی۔ اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے بالکل واضح ہے کہ جب کوئی کامل بزرگ "یا اللہ" پکارے تو دریا پر مثل زمین چل سکتا ہے۔

اگر معاذ اللہ عزوجل! اعلیحضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یا اللہ کی پکار شیطانی وسوسہ ہوتی تو وہ "یا اللہ" کی پکار کو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں بھی تسلیم نہ کرتے۔ لہذا جو اعتراض مخالفین کرتے ہیں اس کا جواب اسی عبارت میں موجود تھا لیکن چونکہ مخالفین کو سنیوں سے بغض وعناد ہے اسلئے کھینچا تانی سے کام لیکر عوام الناس کو اہل سنت وجماعت سے بدگمان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

باقی اس شخص کا "یا اللہ" کی پکار کے باوجود ڈوب جانے سے "اللہ عزوجل"

کی مدد پر کسی قسم کا اعتراض ایک ادنیٰ سا مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ قابلِ اعتراض تو پکارنے والے کی خود اپنی ذات ہے کہ خود وہ شخص اس قابل ہی نہیں کہ اس کی پکار بارگاہ خداوندی میں قبول ومقبول ہو۔ اور جو شخص اولیاء کی نافرمانی کرے، ان کی بے ادبی کرے اور ان کے مقابلے پر تکبر کرے تو پھر وہ یا اللہ یا اللہ کہتا رہے، اسے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا یہی بات ملفوظات کی اس عبارت سے ظاہر ہے۔

﴾......اولیاء کرام اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ ہیں......﴿

۞......تیسری بات یہ ہے کہ مخالفین ومعترضین نامکمل عبارت پیش کرتے ہیں، جبکہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کے آخر میں ہے کہ اس شخص (مرید) نے عرض کی

''حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں ؟'' فرمایا ارے نادان ابھی جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے،

اللہ اکبر! (ملفوظات حصہ اول صفحہ 97)

اگر کسی دیوبندی یا اہلحدیث صاحب کو اس مسئلہ کی سمجھ نہ آئے تو اپنے ہی امام اسماعیل دہلوی کی کتاب ''صراط مستقیم'' کو اٹھا کر دیکھ لے چنانچہ دہلوی

صاحب لکھتے ہیں کہ

''بے شک مرشد اللہ تعالیٰ کے رستے کا وسیلہ ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ''یعنی اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف پہنچنے کیلئے وسیلہ ڈھونڈو اور اس کے رستے میں جہاد کرو شاید کہ تم نجات پو لو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نجات کے واسطے یہ چار چیزیں ایمان اور تقوے اور وسیلہ کا طلب کرنا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا مقرر فرمائی ہیں۔ اہل سلوک اسکو سلوک کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں اور وسیلہ مرشد کو جانتے ہیں۔ پس حقیقی نجات کے لئے مجاہدہ سے پہلے مرشد کا ڈھونڈنا ضروری ہے اور سنت اللہ بھی اسی طرز پر جاری ہے۔ اسی واسطے راہبر کے سوا راستہ پالینا نہایت نادر اور کم یاب ہیں''

(صراط مستقیم باب دوم دوسری تمہید چوتھا افادہ صفحہ 101)۔

امام الوہابیہ دہلوی صاحب نے بھی صاف لفظوں میں مرشد کو ''وسیلہ'' تسلیم کیا اور ''راہبر یعنی مرشد کے سوا راستہ پالینا نہایت نادر اور کم یاب ہے'' یہی بات علماء حق و مشائخ عظام کہتے ہیں، اور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت میں

اسی بات کا ذکر ہے کہ بغیر اولیاء اللہ کے توسل کے اللہ تک رسائی پا لینا مشکل ہے۔

❁------دیوبندیوں کے پیر ذوالفقار احمد مجددی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ " اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب ڈھونڈو اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرو، امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ (المائدہ ۳۴) "وابتغوا اليه الوسيلة " کی تفسیر میں علامہ بن کثیرؒ فرماتے ہیں "الوسيلة هي التي يتوصل بها الى تحصيل المقصود " (تفسیر ابن کثیر عربی صفحہ ۵۴) وابتغوا اليه الوسيلة کے تحت تفسیر جلالین میں ہے "ما يقربكم اليه من طاعته" جلالين صفحه ۹۹ . لہذا محققین کا فرمان ہے کہ الوسیلہ سے مرشد مراد ہے جو سبب بنتا ہے اللہ تعالیٰ کے قرب کا اور انسان کی اصلاح کا......مرشد عالم حضرت خواجہ غلام حبیب اپنے بیانات میں اس آیت کے تحت فرماتے تھے، آسمان سے بارش کون برساتا ہے؟ اللہ، مگر بادل وسیلہ بن جاتا ہے۔ اولاد کون دیتا ہے؟ اللہ، مگر ماں باپ وسیلہ بن جاتے ہیں۔ دل میں انوارات کون ڈالتا ہے؟ اللہ، مگر پیر و مرشد اس کا وسیلہ

بن جاتا ہے اسے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' وَابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡهِ الۡوَسِیۡلَةَ ''اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

(تصوف وسلوک،ضرورت مرشد صفحہ 36۔ذوالفقار احمد دیوبندی)۔

۞......اسی طرح تمام علماء دیوبند کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''دل کا شیخ سے ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خدا نے فیض پہنچانے کے لئے میرے اوپر اس کو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعے سے خدا تک رسائی ہوسکتی ہے تو ہمیشہ محبت وانقیاد سے شیخ کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فیض کا دروازہ اس پر کھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی کی جاتی ہے''

(کلیات امدادیہ،ضیاء القلوب ٦٩)

تو اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ عبارت میں بھی اسی اولیاء اللہ کے وسیلے کی بحث ہے،اب اگر مخالفین حضرات کو وہاں اعتراض ہے تو پہلے اپنے بزرگوں پر فتوے لگائیں،تب اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر بات کریں۔

۞......پھر جو بات ملفوظات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ میں موجود ہے وہی بات دیوبندیوں کی کتاب میں شاہ نصر اللہ نے اپنے ایک مرید کو کہی

"تجھے کیا معلوم کہ اللہ کیا ہے، تو (دریا پر) نصر اللہ کہتا چل"

(تذکرہ صوفیائے میوات صفحہ ۶۲۳)

اسی طرح علماء دیوبند کے عارف باللہ، بڑے عالم بزرگ علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ واقعے "یا حنفی والے" کے آخر میں بھی یہ ہے کہ امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید کو کہا

"شیخ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: بیٹے! **تجھے اللہ کی معرفت نہیں ہے**"

(حدیقہ ندیہ، کشف النور، مشارق الانوار)

یعنی تجھے اللہ کی معرفت حاصل نہیں، اس لئے پہلے ولی کا دامن تھام، تو اللہ عزوجل تک پہنچ جائے گا یہی بات ملفوظات میں بھی ہے کہ ابھی جنید تک تو پہنچا نہیں، یعنی ان کا دامن صحیح طرح پکڑا نہیں اور اللہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہو۔

﴿......متقی وپرہیز گار اور عام بے عمل لوگوں کا فرق......﴾

۞...... چوتھی بات یہ ہے کہ اس واقعہ سے تو صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی متقی و پرہیز گار ولی کامل اللہ عزوجل کا نام لیکر دریا پر بھی چلے تو دریا مثل زمین بن جاتا ہے، لیکن اس کے برعکس جن لوگوں کا تعلق اللہ عزوجل سے پختہ نہیں ہوتا، اللہ عزوجل کی معرفت حاصل نہیں ہوتی اور پھر اللہ عزوجل کے نیک بندوں کا ادب واحترام بھی نہیں کرتے بلکہ ان کی مخالفت پر اتر آتے ہیں تو ایسے لوگ ''یا اللہ'' ''یا اللہ'' بھی پکارتے رہیں تب بھی ان کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

۞......امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی اولیاء اللہ کے دشمنوں اور بداندیشوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ ''اور منجملہ لوازم اس مقام کے ایک یہ ہے کہ اس صاحب حال (یعنی اولیاء اللہ) کے دشمن و بداندیش پر وبال اور مصیبت ٹوٹ پڑتی ہے چنانچہ حدیث قدسی 'ان عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب'' (یعنی جس نے میرے ولی سے دشمنی کی تو میں اسے لڑائی کیلئے میدان کارزار میں للکارتا ہوں) اسی مضمون کا فائدہ دیتی ہے''

(صراط مستقیم باب اول، فصل اول، چوتھی ہدایت دوسرا افادہ صفحہ 33.34)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ سے بداندیشوں پر وبال اور مصیبتیں ٹوٹ پڑتی ہے جیسا کہ اس شخص پر یہ مصیبت ٹوٹ پڑی کہ اللہ عزوجل کو پکارنے کے باوجود ڈوبنے لگا۔

اللہ عزوجل کے برگزیدہ ہستیوں سے مخالفت موڑ کر، ان کا دامن چھوڑ کر اللہ عزوجل تک رسائی نہ ممکن ہے۔ بلعم بن باعور کتنا بڑا عابد و زاہد اور مستجاب الدعوات تھا، لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت اور ان کی اہانت کا مرتکب ہوا تو ''ولکنہ اخلد الی الاض '' کا مصداق بن گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے قعرِ مذلت میں گر گیا، شیطان کو پہلے کیا مقام حاصل تھا لیکن جب وہ حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کا منکر ہوا تو راندہ درگاہ ہوگیا۔

آج بھی انبیاء کرام و اولیاء اللہ عزوجل سے بدگمان لوگوں کو آزما کر دیکھ لیجیے وہ لاکھ بار یا اللہ یا اللہ کہتے دریا پر قدم رکھیں، کبھی حضراتِ اولیاے کی مثل دریا پر نہیں چل سکتے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ عزوجل ''اسم الٰہی '' میں اثر نہیں بلکہ وجہ ان لوگوں کی اپنی بدعملی و بدبختی ہے۔ لہذا متقی و پرہیزگار لوگوں کو اپنے اوپر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

''اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَا بَرَّہٗ''

(یعنی) بے شک خدا کے بعض ایسے بندے ہیں جو اگر اسے قسم دلائیں تو وہ (اللہ) اسے پوری کر دیتا ہے''۔ (کتاب الوسیلہ صفحہ ۱۲۱ ابن تیمیہ، سنن ترمذی، مسند ابو یعلی، مسند احمد، المستدرک، جامع صغیر، کنز العمال)

۞......اور امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی صاحب کہتے ہیں کہ ''اور اس مقام کے لوازم میں سے ہے عجیب عجیب خوارق کا صادر ہونا اور قوی تاثیروں کا ظاہر ہونا اور دعاؤں کا مستجاب اور قبول ہونا اور آفتوں اور بلاؤں کا دور کر دینا اور اس معنی کی تصریح اس حدیث قدسی میں موجود ہے ''لئن سالنی لا عطینہ ولئن استعاذنی لاعبدنہ'' یعنی اگر وہ بندہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور اسے دوں گا اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے گا تو ضرور اس کو پناہ دوں گا۔

(صراط مستقیم باب اول، فصل اول، چوتھی ہدایت دوسرا افادہ صفحہ 33.34)

لہٰذا متقی و پرہیز گار لوگوں، اولیاء اللہ کا ادب واحترام کرنے والوں کا معاملہ جدا ہے اور ان کے برعکس لوگوں کا معاملہ جدا ہے۔

۞......مدائن کی فتح کے موقع پر لشکر اسلام نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال

دیئے ،حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا ،آپ کے پیچھے باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے بھی اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔اور گھوڑے دریا پر مثل زمین کے چلنے لگےاور دریا پار کر گے۔علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

وہ کامل ہستیاں تھیں ،لیکن آج اگر کوئی معترضعین دریا پر چلنے کی کوشش کریں تو گنگا جمنا ہی سے اس کی لاشیں جا کر نکلیں گیں۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ عزوجل ''اسم الہی ''میں اثر نہیں بلکہ وجہ ان لوگوں کی اپنی بدعملی و بدبختی ہے۔لہذا مقربین الہی اور عام گناہگار لوگوں میں فرق ہے۔

مقربین الٰہی کی نسبت وتعلق سے فیوض وبرکات

یہاں ایک بات یہ بھی سوچنے کی ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین تو گھوڑوں پر سوار تھے، آخر گھوڑے کیوں نہیں ڈوبے؟ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ان گھوڑوں کو نسبت پیارے صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے تھی، اس لئے گھوڑے بھی نہیں ڈوبے، لہذا معلوم ہوا کہ جب مقرب بندوں سے نسبت وتعلق ہو جاتا ہے تو ان پر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا خصوصی کرم ہوتا ہے۔ انسان تو انسان اگر ایک کتا بھی اولیاء کے دربا میں رہے تو وہ بھی کچھ نہ کچھ حاصل کر لیتا ہے ۔جیسا کہ قرآن پاک میں اَصحاب کہف کے کتے کا ذکر موجو ہے۔

"وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ"

اور ان کا کُتّا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر ۔(پارہ 15 الکھف آیت 18) تفسیر القرطبی جلد 5 ص 269 میں ہے کہ "اہلِ خیر سے محبت کرنے والا ضرور اُس کی برکتیں حاصل کرتا ہے، ایک کتے نے نیک بندوں سے محبت کی اور ان کی محبت اختیار کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کا ذکر اپنی پاکیزہ کتاب (قرآن مجید) میں فرمایا" (قرطبی)۔

------علماءِ دیوبند کی مترجم "تفسیر کمالین" میں ہے کہ "قرطبی میں ابن عطیہ رحمۃ

اوران کے والد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابوالفضلؒ جوہری جامع مصر کے منبر پر وعظ کہتے ہوئے فرماتے تھے کہ جب ایک کتے کو اہل اللہ کی محبت اور صحبت کا یہ صلہ اور مرتبہ مل رہا ہے تو اہل اللہ سے محبت و محبت رکھنے والے انسان اور جنات کس طرح محروم وہ سکتے ہیں ۔اس لیے ناقصین کے لئے اس میں بڑی تسلی موجود ہے''

(تفسیر کمالین ترجمہ وشرح تفسیر جلالین ،جلد چہارم : کہف :صفحہ ۲۴)

------خود علماء دیوبند کے اشرفعلی تھانوی کی کتاب میں ایک بزرگ کے پاس آنے جانے والے ایک کتے کا واقعہ بیان کیا جس کے آخر میں ہے ''دیکھئے جن کے فیوض جانورں پر بھی ہوں ان سے انسان کیسے محروم رہ سکتا ہے ہرگز مایوس نہ ہونا چاہیے ۔چاہے تھوڑی ہی ہو اصحاب کہف کی برکت سے ان کا کتا بھی ایسا مشرف ہوا کہ حق تعالینے کلام مجید میں اس کا ذکر فرمایا جس کو قیامت تک نمازوں میں پڑھا جائے گا جب حق تعالی کی عنایت کتے پر اس قدر ہوئی تو ہم پر کیوں نہ ہوگی ۔حسن العزیز ملفوظ نمبر ۲۵۷

(امداد مشتاق الی اشرف الاخلاق ص-165)

------اسی طرح دیوبندیوں کی اسی کتاب میں ایک اور واقعہ لکھا ہوا ہے کہ

’’میں نے حضرت حاجی صاحب سے سنا ہے کہ ایک بزرگ مشغول بحق بیٹھے ہوئے تھے ایک کتا سامنے سے گذرا اتفاقاً اس پر نظر پڑ گئی ان بزرگ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ اس نگاہ کا اس کتے پر بھی اثر پڑا کہ جہاں وہ جاتا تھا اور کتے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتے تھے اور جہاں بیٹھتا سارے کتے حلقہ باندھ کر اس کے اس کے اردگرد بیٹھ جاتے تھے پھر ہنس کر فرمایا کہ وہ کتوں کا شیخ بن گیا بزرگوں کا عجیب اثر ہوتا ہے اور عجیب برکت ہوتی ہے۔

(امداد المشتاق ص 164)

بحرحال ثابت ہوا کہ مقربین الٰہی سے نسبت و تعلق رکھنے والوں پر بھی فیوض و برکات ہوتی ہیں۔ صحیح حدیث میں ایک شخص کا واقعہ موجود ہے کہ ایک شخص 100 قتل کرنے کے بعد توبہ کی غرض سے ایک نیک و صالح شخص کی طرف نکلا، لیکن آدھے راستے میں پہنچا تو اس کو موت نے آلیا، فرشتوں میں اختلاف ہوا کہ کہاں لیکر جائیں، آخر ایک فرشتہ آدمی کی صورت بن کر آیا اور انہوں نے اس کو مقرر کیا اس جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے۔ اس نے کہا دونوں ملکوں (بُرا ملک بھی اور اولیاء اللہ والا اچھا ملک بھی) کو ناپو اور جس ملک کے قریب (اس کا جسم) ہو وہ وہیں کا ہے۔ (فرشتوں نے) ناپا تو اس

ملک کے قریب تھا جہاں کا ارادہ رکھتا تھا (یعنی اولیاء اللہ کے ملک کی طرف تھا) آخر رحمت کے فرشتے اس کو (جنت کی طرف) لے گے۔مفہوم۔

(صحیح مسلم شریف حدیث، کتاب التوبہ، باب قبول توبہ القاتل)

بحرحال بزرگوں کی نسبت وتعلق سے فیوض وبرکات ملنے کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتے ہوئے۔

﴿بزرگوں کے ناموں کے توسل سے مصائب ومشکلات دور ہونا﴾

اعتراض :یہاں ایک اعتراض یہ بھی اٹھایا جاتا ہے کہ اس شخص نے ''یا جنید'' (اصل میں یا حنفی ہے) '' کہا تو وہ مثل زمین دریا میں چلنے لگا،تو بزرگوں کے ناموں سے اس طرح کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ایسا نظریہ من گھڑت ،محض خرافات پر مبنی ہے۔

جواب ...... :اولاً تو عرض ہے کہ مقربین الٰہی سے اس قسم کی استمداد و توسل قرآن و حدیث بلکہ خود علماء دیوبند و اہلحدیث سے ثابت ہے جیسا کہ یا عباد اللہ اعینونی والی حدیث کے تحت خود علماء وہابیہ نے بھی اس کو تسلیم کیا،جس پر آگے گفتگو موجود ہے۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ ایسی باتوں کو نا سمجھنا اور ان پر تنقید کرنا خود مخالفین کی خرافات ہیں اور ایسی باتوں پر گمراہی، جہالت، کفر و شرک کے فتوے لگانا کم علمی کا نتیجہ ہے اور ان کے ایسے تمام فتوے من گھڑت ہیں۔ لیجیے اس اعتراض کا تفصیلی جواب ملاحظہ کیجیے۔

......دیوبندی مکتبہ فکر کے امام کا فتویٰ......

۞ ......علماء دیوبند کے رشید احمد گنگوہی سے سوال ہوا کہ ابن سنی نے کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب تم کسی جنگل میں ہو اور اس میں جنگل کا خوف ہو تو یوں کہو'' اعوذ بدانیال علیہ السلام '' میں پناہ مانگتا ہوں دانیال علیہ السلام کی اور کنویں کی شیر کی برائی سے ...... یہ عمل پڑھنا جائز ہے۔ الخ۔

(تو گنگوہی صاحب نے جواب دیا)

اگر روایت حیوۃ الحیوان کی صحیح ہے تو توجیہ یہ ہے کہ **اس لفظ میں اثر حق تعالیٰ نے رکھا ہے** چنانچہ عبارت دوسری حیوۃ الحیون کی اس پر شاہد ہے کہ حق تعالیٰ نے استعاذہ بدانیال کو مانع شر سباع بنا دیا ہے اس سے خود ظاہر ہے کہ **اس طرح کے کلام میں تاثر رکھ دی ہے** ...... (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۷۵، ۱۷۶)

لہذا ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل انبیاء کرام واولیاء عظام کے ناموں میں بھی ان کی نسبت کی وجہ سے ایسا اثر پیدا فرما دیتا ہے کہ مصیبتیں ٹل جاتی ہیں اور حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں۔اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ یا جنید یا جنید کی پکار میں اللہ عزوجل نے وہ اثر پیدا فرما دیا کہ پکارنے والا وہ شخص دریا پر مثل زمین چلنے گا۔قدرت وطاقت تو اللہ عزوجل ہی کی ہے لیکن سبب اللہ عزوجل نے اپنے مقرب بندوں کو بنایا۔

دیوبندی مکتب فکر کے لئے تو رشید احمد گنگوہی کا حوالہ ہی کافی ہے اوران شاء اللہ عزوجل کسی صورت وہ اس کا انکارنہیں کر سکتے ،لیکن ممکن ہے کہ کوئی معترض اس کوقبول نہ کرے اس لئے ہم اس پر مزید دلائل پیش کر دیتے ہیں۔

قرآن پاک کی آیت مبارکہ

''سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ''

اب کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا (پارہ15 الکھف آیت 22)

کے تحت قرآن پاک کی تفسیر صاوی علی الجلالین جلد 3 صفحہ 9،اور تفسیر روح المعانی جلد 15 ص 227 میں ہے کہ اصحاب کہف کے اسماء کے وسیلے کی یہ خاصیت ہے کہ انسان آگ ،غریق یعنی حرق،غرق،سرق، جنات ،نظر

بد، بے برکتی، مرگی، دیوانگی وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔

﴾......تفسیر روح المعانی کا حوالہ......﴿

۞......مفسر قرآن علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

”انا اعد هذا من خواص اسمائهم فانه صحيح مجرب“

یعنی کہ میں اس کو ان کے اسماء کے خاصوں میں سے شمار کرتا ہوں اور یہ بات صحیح ہے اور تجربہ شدہ ہے۔(تفسیر روح المعانی جلد 15 صفحہ 227)

﴾......تفسیر طبری و مواہب لدنیہ کا حوالہ......﴿

۞......اسی طرح تفسیر طبری پھر شرح مواہب لدنیہ للعلامہ الزرقانی میں ہے

”اذا كتب اسماء اهل الكهف فى شئى و القى فى النار اطفئت“

جب اصحابِ کہف کے نام لکھ کر آگ میں ڈال دیئے جائیں تو آگ بجھ جاتی ہے۔شرح الزرقانی علی المواہب الدنیۃ المقصد الثامن ۷/ ۱۰۸

(بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۱۳۲)

﴿......تفسیر نیشا پوری کا حوالہ......﴾

۞......اسی طرح تفسیر نیشا پوری علامہ حسن بن محمد بن حسین نظام الدین میں ہے

”عن ابن عباس ان اسماء اصحاب الکھف یصلح للطلب و الھرب و اطفاء الحریق تکتب فی خرقة و یرمی بھا فی وسط النار،ولبکاء الطفل تکتب و توضع تحت راسه فی المھدو للحرث تکتب علی القر طاس و ترفع علی خشب منصوب فی وسط الزرعو للضریان وللحمی المثلثة و الصداع و الغنی والجاہ و الدخول علی السلاطین تشدد علی الفخذ ا الیمنی و العسر الولادة تشد علی فخذھا الایسر ،ولحفظ المال والرکوب فی البحر و النجاة من القتل“

”یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اصحابِ کہف کے نام تحصیلِ نفع و دفع ضرر اور آگ بجھانے کے واسطے ایک پرچہ میں لکھ کر آگ میں ڈال دیں ،اور بچہ روتا ہو تو لکھ کر گہوارے میں اس کے سر کے نیچے رکھ دیں ،اور کھیتی کی حفاظت کے لئے کاغذ پر لکھ کر بیچ کھیت میں ایک لکڑی

گاڑ کر اُس پر باندھ دیں، اور رگیں تپکنے اور باری والے بخار اور دردِ سر اور حصول تونگری و وجاہت اور سلاطین کے پاس جانے کے لئے دٰہنی ران پر باندھیں اور دشواری ولادت کے لئے عورت کی بائیں ران پر، نیز حفاظت مال اور دریا کی سواری اور قتل سے نجات کے لئے۔ (تفسیر غرائب القرآن ، ذکر اسماء اہل الھکف ۱۵/ ۱۱۰ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۹ ص ۱۳۳)

……دیوبند کے استاذ تفسیر کی تفسیر کمالین کا حوالہ……

……دیوبندی مکتبہ فکر کے مولانا محمد نعیم دیوبندی، استاذ تفسیر دار العلوم دیوبند نے تفسیر جلالین کی اردو شرح "تفسیر کمالین" لکھی اس تفسیر میں بھی ہے کہ

"اور نیشاپوریؒ، ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ اصحاب کہف کے نام لکھ کر تعویذ کے طریقہ پر استعمال کئے جائیں تو طلب اور فرار کے لئے مفید ہیں اور آگ بجھانے کے لئے کاغذ پر لکھ کر آگ میں ڈال دیا جائے اور رونے والے بچے کے تکیہ کے نیچے لکھ کر رکھ دیئے جائیں اور کھیتی باڑی میں برکت کے لئے ایک کاغذ پر لکھ کر کھیت کے بیچ میں ایک لکڑی پر ٹانگ دیا جائے اور تیسرے روز کے بخار کے لئے یا درد سر کے لئے، اسی طرح خوشحالی یا عزت یا

بادشاہ کے سامنے جانے کے لئے داہنی ران پر اور ولادت کی سہولت کے لئے بائیں ران پر باندھنا چاہیے، مال کی حفاظت یا دریائی سفر میں سلامتی اور قتل سے بچاؤ کے لئے بھی تعویذ استعمال کیا جا سکتا ہے'' (کمالین ترجمہ و شرح تفسیر جلالین، جلد چہارم، پارہ 15 سورۃ کہف آیت ۱۳ تا ۲۶ صفحہ 23)

﴿......حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے والد کا حوالہ......﴾

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی و اہلحدیث مکتب فکر کے نزدیک بھی ایک بلند مقام رکھتے ہیں، ان کو معتبر و مستند بزرگ تسلیم کرتے ہیں اور اس بات کا انکار ان دونوں مکتبہ فکر کا کوئی تھوڑا سا علم رکھنے والا شخص نہیں کر سکتا۔ یہی شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''وسمعته یقول اسماء اصحب الکھف امان من الغرق و االحرق و النھب و سرق ''اور سنا میں نے [اپنے] حضرت والدؒ سے ،فرماتے تھے کہ اصحاب کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے۔ الٰہی سے آخر تک (ان کے نام لیکر یوں) دعا کرے۔

الھی بحرمۃ یمیلخا مکسلمینا کشفوطط آذر فطیونس کشا فطیونس تبیونس بوانس بوس و کلبھم قطمیر وعلی اللہ

قصد السبیل و منھا جائر'' (شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل صفحہ ۱۵۵ ۔کتب رحمانیہ لاہور)

الحمد للہ عزوجل! ان تمام حوالہ جات سے بالکل واضح ہوگیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بزرگوں کے ناموں میں بھی ایسی تاثیر پیدا فرما دیتا ہے، جس سے باذن الٰہی مشکلات دور ہو جاتی ہیں ۔جب اصحاب کہف کے ناموں کے توسل سے آگ بجھ سکتی ہے، ڈوبنے سے محفوظ رہ سکتے ہیں، قتل ہونے بچ سکتے ہیں وغیرھا تو پھر نبی آخر الزماں امام الانبیاء ﷺ کی امت ، جو سب سے افضل امت ہے، اس امت محمدی کے ایک ولی کامل کے نام مبارک کے توسل سے بھی باذن الٰہی عزوجل مشکلات دور ہو سکتی ہے۔

اب مخالفین و معترضین حضرات کو چاہیے کہ یا تو ان اب مذکورہ بالا علماء ، محدثین و مفسرین اور اپنے بزرگوں کو جاہل، گمراہ اور مشرک قرار دیں یا پھر یہ مانیں کہ اولیاء اللہ عزوجل کے ناموں کے توسل سے بھی باذن الٰہی مشکل کشائی ہوتی ہے۔

اولیاء اللہ بحکم قرآن وحدیث مددگار ہیں

''یا جنید'' / ''یا حنفی'' کہنے پر مخالفین کے تمام اعتراضات کی اصل وجہ یہ ہے کہ ''وہابی مذہب'' میں اولیاء اللہ سے مدد مانگنا کفر وشرک ہے۔ حالانکہ اس کو کفر وشرک کہنا قرآن وحدیث بلکہ خود ان کے اپنے اکابرین وہابیہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ قرآن واحادیث اور اکابرین وہابیوں کی کتب سے اولیاء کرام سے استمداد واستعانت کا ثبوت موجود ہے۔

☆ اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے

''اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا''

بیشک اللہ تعالی، رسول اور اولیا تمھارے مددگار ہیں (پارہ 6 المائدہ ۵۵)

یہ آیت مطلق ہے اور قرآن کی مطلق آیت کو خبر واحد سے بھی مقید نہیں کیا جا سکتا تو پھر محض مخالفین کے خیالات فاسدہ (زندہ ووصال شدہ، قریب و بعید ، ماتحت و مافوق جیسی قیود) سے کیونکر مقید کیا جا سکتا ہے لہذا یہاں کوئی مخالف اپنے خیالاتِ فاسدہ سے اس کو مقید بھی نہیں کرسکتا۔

معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کی کارسازی بالاصالت ہے اور رسول اللہ ﷺ اور اولیاء کا مددگار ہونا بالنیابت ہے آیت مبارکہ میں ترتیب اس پر شاھد ہے لہذا

رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ کی مشکل کشائی، کارسازی غیر خدا کی کارسازی نہیں بلکہ اللہ ہی کارسازی و مشکل کشائی ہے۔اس لئے مذکورہ بالا واقعہ میں ولی اللہ حضرت جنید بغدادی/حضرت امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے جو مدد طلب کی گئی وہ درحقیقت اللہ عزوجل ہی کی مدد ہے جیسا کہ حدیث ''اعینوني یا عباد الله''اس پر واضح دلیل ہے۔(گفتگو آگے آرہی ہے)۔

☆------ اہل علم پر یہ بات بالکل واضح ہے کہ کارساز، حاجت روا، مشکل کشاء، فریاد درس، حامی و ناصر یہ الفاظ بظاہر اگر چہ مختلف ہیں لیکن ان کا مدلول اور مفہوم ایک ہی لفظ''**ولی**''ان سب کو شامل ہے کیونکہ ولی کا معنی لغوی طور پر دوست اور مددگار ہے''الولی''یعنی ولی کا معنی محبت رکھنے والا، دوست، مددگار

(قاموس جلد ۴ ص ۴۰۴۔موضح القرآن صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۷)۔

☆------ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''لم لا یجوز ان یکون المراد من لفظ الولی فی هذا الایة الناصر و المحب''یعنی آیت کریمہ میں ولی سے مراد''الناصر اور المحب ہے''۔ (تفسیر کبیر جز ۱۲ ص ۲۷)

اور مزید فرمایا کہ "لا شک انه خطاب مع الامة"

یہ خطاب ساری امت کو ہے (تفسیر کبیر جز ۱۲ ص ۲۹)۔

☆------ علماء دیوبند کی مشہور تبلیغی جماعت کے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نے مختلف محدثین و علماء امت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا

"ولی اور مولیٰ یہ دونوں اللہ کے نام میں سے ہیں اور ان دونوں کے معنی مدد گار کے ہیں"

(فضائل اعمال باب فضائل درود شریف ۷۴۳)۔

☆------ مفسر اعظم ترجمان القرآن صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مقبول ترین اور قرآن حکیم کی اولین جامع تفسیر "تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ" کا اردو ترجمہ خود علماء دیوبند کے جامعہ اشرفیہ کے فاضل مولانا حافظ محمد سعید احمد عاطف صاحب نے کیا۔ اسی تفسیر میں ہے کہ

"حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اسد، اسید اور ثعلبۃ بن قیس وغیرہ کو یہود نے تکالیف پہنچائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی تسلی کیلئے فرماتے ہیں کہ **تمھارا محافظ و مدد گار اور دوست** اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں جو

پانچوں نمازوں کو با جماعت رسول اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اپنے اموال کی زکوۃ ادا کرتے ہیں اور جو ان سے دوستی رکھے تو اللہ تعالیٰ کی جماعت یعنی رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین اپنے دشمنوں پر غلبہ رکھتے ہیں" (تفسیر ابن عباس صفحہ 351)۔

☆ مزید لکھا ہے کہ امام "طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نفلی نماز میں رکوع میں تھے، ایک سائل نے آپ سے کچھ مانگا، آپ نے اپنی انگوٹھی اتار کر اسے دے دی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ تمہارے دوست (مددگار) تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول [اور ایمان والے] الخ

(تفسیر ابن عباس صفحہ 351)۔

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل، رسول اللہ ﷺ، اور اولیاء عظام ہمارے مدد گار ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے خود مصائب و مشکلات میں اولیاء کرام سے مدد طلب کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے "یا عباد اللہ احبسوا" "**اعینونی یا عباد اللہ**" اور خود اکابر علماء مخالفین نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے "عباد اللہ" سے مدد طلب کی۔ تفصیل ملاحظہ کیجیے۔

﴿حدیث سے اولیاء اللہ سے مدد اور یا جنید/یا حنفی کہنے کا ثبوت﴾

نبی پاک ﷺ کی مشہور حدیث مبارک ہے کہ جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا راہ بھول جائے یا کسی کا جانور بھاگ جائے اور اسے مدد کی ضرورت ہو اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی مدد کرنے والا نہ ہو تو اسے چاہئے کہ یوں کہے۔

”یا عباد اللہ احبسوا“ ”**اعینونی یاعباداللہ**“ [illegible]

۞ ...... نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ: جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے **”فلیناد: یا عباد اللہ احبسوا، یا عباد اللہ احبسوا، فان للہ عزوجل فی الارض حاضرا سیحسبہ“**. تو یوں ندا کرے اے اللہ کے بندو! روک دو، عباداللہ اسے روک دیں گے، رواہ ابن السنی عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

([۱]عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی باب مایقول اذا انفلت الدابۃ. ص ۲۴۰ حدیث ۵۰۸. [۲]مسند ابی یعلی الموصلیی ص ۱۷۷ حدیث ۵۲۶۹. [۳]محمد بن علی الشوکانی ”تحفۃ الذاکرین“ ص ۲۰۲)

۞ ...... فلیناد یا عباد الله احبسوا علی ،فان لله فی الارض حاضرا سیحبسه علیکم .(امام طبرانی .المعجم الکبیر ص ۲۶۷ حدیث ۱۰۵۱۸)

۞ ...... ایک روایت میں یہ ہے کہ جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا راہ بھول جائے اور اسے مدد کی ضرورت ہو اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی مدد کرنے والا نہ ہو تو اسے چاہئے کہ یوں کہے

"فلیقل یا عباد الله اعینونی"

تو کہے اے اللہ عزوجل کے بندوں میری مدد کرو .(مجمع الزوائد" باب ما یقول اذا انفلتت دابته اواراد غوثا اس اضل شیئا" ص ۱۳۲)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کے بندوں سے مدد طلب کرنا بالکل جائز ہے، نبی پاک ﷺ کی بتائی ہوئی تعلیمات کے عین مطابق ہے ۔اب "یا عباداللہ" کہہ کر مدد طلب کریں یا پھر کسی ولی کامل کا نام لیکر مدد طلب کریں یعنی "یا علی مدد" "یا غوث اعظم مدد" "یا جنید" "یا حنفی" کہیں، سب اسی کے تحت آئے گا۔

......مفتی مکہ مکرمہ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ......

☆مفتی مکہ مکرمہ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ''الحرز الثمین شرح حصن حصین'' میں فرماتے ہیں کہ

''یا عباد اللہ المراد ھیم الملائکۃ او المسلمون من الجن او رجال الغیث السمون بالا بدال ''یعنی ان عباد سے مراد فرشتے ہیں یا مسلمان جن یا رجال غیث جن کو ابدال کہا جاتا ہے۔

مفتی مکہ مکرمہ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ آگے فرمایا کہ

''قال بعض العلماء الثقات حدیث حسن یحتاج البد المسافرون وردے عن المشایخ انہ مجرب ''یعنی بعض علماء کرام نے اس حدیث کو حدیث حسن کہا اور اس کی طرف مسافروں کو محتاجی ہے اور یہ عمل مجرب ہے۔ (الحرز الثمین للحصن الحصین)

مفتی مکہ مکرمہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ''حسن'' کہا۔ اور ایسی ندا کو شرک نہیں کہا بلکہ اس کو عمل مجرب قرار دیا۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ کے مفتی، بلکہ امام بھی رہے ہیں تو اب مخالفین حضرات مکہ مکرمہ کے مفتی و امام کو کافر و مشرک کہیں تو ان کی مرضی۔

﴿حضرت علامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی فتوی لگاؤ﴾

☆حضرت علامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ رجال غیب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

"رواسم القطب الغوث والفرد الجانع جعله الله دائرا فی الافاق الاربعة ارکان الدنیا کدوران الفلک فی افق السما و قد سنز الله الخ۔

رجال غیب کا رئیس اور سردار قطب ،غوث ،فرد اور جامع کہلاتا ہے جس کو اللہ عزوجل نے چاروں آفاق اور ارکان دنیا میں اس طرح دائر اور مدبر و متصرف بنیا ہے جیسے کہ فلک سماوی اور بالائی افق میں گردش اور تاثیر ہے......الخ

(فتاوی حدیثیہ ۲۰۹)۔

لہذا عباد اللہ سے اولیاء اللہ عزوجل بھی مراد ہیں ۔اور قرآن کی نص سے ثابت ہے کہ اولیاء اللہ عزوجل ہمارے "ولی" ہیں۔لہذا ان سے استمد ادو استعانت حاصل کرنا عین قرآن وحدیث کی تعلیم ہے۔

﴿مخالفین بتائیں ''امام الجزری'' پر فتوی کیوں نہیں؟﴾

امام محمد بن الجزری رضی اللہ عنہ اپنی کتاب حصن الحصین میں فرماتے ہیں کہ

''اس کا تجربہ کیا گیا ہے جب کبھی حیرانی کے موقع پر کسی نے اس طرح کی آواز لگائی [اے اللہ کے بندوں میری مدد کر] تو اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ ضرور ظاہر ہو گیا''

(بحوالہ حصن حصین صفحہ ۲۴۲ ترجمہ عاشق الٰہی دیوبندی)

تو امام الجزری رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق مشکل و حاجت کے وقت اللہ عزوجل کے ان غائب بندوں کو مدد کے لئے پکارنا بالکل جائز ہے اور ایسا عمل اس حدیث کے عین مطابق ہے۔لہٰذا اب یہاں بھی نام نہاد توحید کے ٹھیکداوں کو چاہیے کہ کفر و شرک کے فتوے لگائیں اور امام الجزری رحمۃ اللہ علیہ کو کافر و مشرک قرار دیں۔ جب مخالفین کے نزدیک یا جنید/یا حنفی [مدد کیلئے] قریب و نزدیک سے پکارنا شرک ٹھہرا تو پھر غائب، آنکھوں سے اوجھل بندوں کو مدد کیلئے پکارنا کیوں کر شرک نہیں؟ وجہ فرق بیان کرنا مخالفین کی ذمہ ہے۔لہٰذا ماننا پڑے گا کہ مقربین الٰہی سے مدد طلب کرنا نہ صرف قرآن و حدیث سے ثابت ہے بلکہ بڑے بڑے جید علماء محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی

عقیدہ تھا۔

﴾......اکابرین علماء دیوبند اور یا جنید رحمۃ اللہ علیہ کہنا......﴿

☆ اور امام محمد بن الجزری رضی اللہ عنہ کی کتاب ''حصن حصین'' کے اردو ترجمے و تشریح میں وہابی دیوبندی مولانا محمد عاشق الٰہی لکھتے ہے۔

''جب جانور بھاگ جائے تو یوں آواز دے ''اعینونی یا عباد اللہ رحمکم اللہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اللہ تم پر رحم کرے (بزاز عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

لفظ رحمکم اللہ [حدیث کی کتاب] ابن ابی شیبہ میں زیادہ ہے جو ابن عباس پر موقوع ہیں۔ بعض روایات میں یوں ہے کہ جب مدد کا ارادہ کرے (خواہ کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو۔ رضوی) تو یوں پکارے

''یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی''

اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ (طبرانی فی الکبیر عن زید بن علی رضی اللہ عنہ)

☆ اسی طرح علماء دیوبند کے پیر و مرشد امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی

کتاب ''کلیات امدادیہ'' کے صفحہ ۸۴ پر یہی حدیث لکھی ہے۔

﴿...... مخالفین کی ایک تاویل کا ازالہ ......﴾

تاویل : دیوبندی مفتی محمد کفایت اللہ لکھتے ہیں کہ ''اس حدیث میں عباداللہ سے فرشتے یا مسلمان جن مراد ہیں جو انسانوں کی نظروں سے مخفی مگر وہاں قریب ہی موجود ہوتے ہیں (کفایت المفتی ۱۱۲/۲)۔

ازالہ ......: قریب کی قید مفتی کفایت کی ذاتی ہے حدیث مبارکہ میں قریب کی قید نہیں ہے۔ بالفرض قریب ہی مراد ہو تو کم از کم اتنا تو ثابت ہو گیا کہ قریب سے غائب اولیاءاللہ کو مدد کیلئے پکارنا جائز ہے کفر وشرک ہرگز نہیں تو جب قریب موجود غائب اولیاءاللہ کو پکارنا جائز ہے تو پھر قریب موجود زندہ وحاضر ولی کامل حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ/ امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کو مدد کیلیے پکارنا بدرجہ اولیٰ جائز ثابت ہوا۔ الحمدللہ عزوجل۔

تو پھر اس پر کفر وشرک کے فتوے لگانا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ اور پھر اس پر اعتراض کرنا اور اس کو خلاف شرع کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ لہذا اس تاویل کے باوجود ہمارا مدعا ثابت ہوا۔

باقی یہ کہنا کہ ایک روایت میں ملائکہ کا ذکر ہے لہذا یہاں عباداللہ سے صرف

ملائکہ ہی مراد ہیں تو اس کا جواب علامہ اشرف سیالوی صاحب نے اپنی کتاب ''گلشن توحیدو رسالت'' میں دیا کہ قرآن پاک کی آیت ''فـالـمـد بـرات امرا'' کے تحت متعدد اکابرین کے حوالے سے عرض ہو چکا کہ کاملین اولیاءاللہ بھی اس ملا اعلیٰ [فرشتوں] میں شامل ہو کر کارکنانِ قضاءقدر بن جاتے ہیں لہذا ملائکہ اور ان میں استمداد و استعانت کے جواب اور عدم جواز کے لحاظ سے فرق کرنا قطعاً درست نہیں ہے''

(''گلشن توحیدو رسالت صفحہ ۴۸۴)

چونکہ یہاں ہمارا موضوع بعد الوصال اولیاءاللہ سے استمداد و استعانت کا نہیں اس لئے گزارش یہ کرتے ہیں کہ اس موضوع کیلئے ''گلشن توحید و رسالت'' کا مطالعہ کیجیے۔

﴿یا جنید/یا حنفی اور یا عباداللہ سے مراد تو ایک ہی ہے﴾

عباداللہ کا مطلب اے اللہ کے بندوں (اے اولیاءاللہ) ہے تو پھر یا علی رضی اللہ عنہ یا جنید رحمۃ اللہ علیہ، یا حنفی رحمۃ اللہ علیہ یا غوث رحمۃ اللہ علیہ، یا داتا رحمۃ اللہ علیہ کہہ کر پکارا جائے یا ان اولیاءاللہ کو ''یا عباداللہ'' کہہ کر ان سے مدد مانگی جائے اگر چہ ظاہری الفاظ الگ ہیں لیکن معنی و مفہوم اور نظریئے کے اعتبار سے بات تو

ایک ہی ہے ۔ یہ اتنی مشکل بات نہیں جو سمجھ سے باہر ہو لیکن مخالفین و معترضعین میں اتنی علمی قابلیت ہی کہاں ہے کہ وہ اس چھوٹی سی بات کو سمجھ سکیں۔

......یا جنید اور یا عباد اللہ کہنا شرک نہیں ہو سکتا......

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ/ یا امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ میں یہ بزرگ زندہ بھی تھے اور اس شخص کے سامنے موجود تھے اور قریب بھی تھے جبکہ حدیث ''یا عباد اللہ'' میں تو ان اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے مدد مانگے کا جواز ہے جو نظروں ہی سے اوجھل یعنی غائب ہوتے ہیں۔ لہذا جب نظروں سے اوجھل اولیاء اللہ عزوجل کو مدد کیلئے پکارنا جائز ہے تو پھر جو ولی قریب سامنے موجود ہو اس کو مدد کیلئے پکارنا کیوں کر شرک ہو سکتا ہے؟

معترضعین بتائیں کہ کیا انہوں نے کفر و شرک کی تبلیغ کی؟

عباد اللہ [فرشتوں، جنات اور اولیاء اللہ] سے استمداد استعانت کے ثبوت

پر اسی طرح کی روایات الفاظِ مختلفہ کے ساتھ ان کتب میں موجود ہیں۔

(1) امام محدث طبرانی نے ''طبرانی کبیر ۱۰/۲۱۷ حدیث نمبر ۱۰۵۱۸۔

(2) بخاری ومسلم کے استاد ابن ابی شیبہ نے المصنف جلد ۱۰ حدیث ۹۷۷۰ ص ۳۹۰۔

(3) محمد بن محمد ابن جزری شافعی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب حصن حصین ص ۱۷۵۔

(4) حافظ ابو بکر دینوی نے عمل الیوم والیلہ حدیث نمبر ۵۰۹ صفحہ نمبر ۱۷۰۔

(5) امام بزار نے کشف الاستار عن زوائد البزار ص ۳۴، ۴/ ۳۴ حدیث ۳۱۲۸۔ (6) حافظ الہیثمی نے مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۳۲ پر، اور اسی کتاب کے اسی صفحہ پر حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت ابن عباس اور حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا۔

(7) ابو یعلی جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۷۷ حدیث ۵۲۶۹۔

(8) البیہقی فی شعب الایمان جلد اول حدیث ۱۶۷۔

(9) علامہ نووی نے کتاب الازکار ص ۲۰۱۔

(10) ملا علی قاری الجزء الثمین شرح حصن حصین ص ۳۷۹۔

(11) غیر مقلدین اہلحدیث قاضی محمد بن علی شوکانی نے تحفتہ الزکرین ص ۱۸۱۔

(12) علماء دیوبند کے پیر و مرشد امداد اللہ مہاجر مکی "فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۳۵"

(13) پیشوائے اہلحدیث مولوی وحید الزمان "ہدیۃ المھدی۔

(14) ''شیخ سلیمان بن عبدالوہاب'' نے ''الصواعق الالٰھیہ''۔

(15) غیر مقلدین کے ابن القیم نے ''الکلم الطیب'' میں۔

(16) اور ابن مفلح نے ''کتاب الا آداب ''۔

ان سب کتب میں عباد اللہ سے استمداد کی یہی روایت الفاظِ مختلفہ سے نقل فرمائی گئی ہے۔تو واضح ہو گیا کہ قریب و دور سے یا ایسے مقامات پر بھی جہاں کوئی بھی نہ ہو فرشتے اور نیک جنات اور اولیاء اللہ علیہم الرضوان (باذن اللہ) اللہ عزوجل کے اذن سے ہماری مشکل کشائی فرما سکتے ہیں اور ان کو مدد کیلئے پکارنا قرآن وسنت کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔

کیونکہ یہ اللہ تعالی کے حکم وقضا اور ارادہ و اختیار سے لوگوں کی مدد کرتے ہیں نہ کہ اپنی قدرت و اختیار سے۔اگر وہابی مذہب میں عباد اللہ کو پکارنا یا ان سے استمداد چاہنا کفر و شرک ہے تو مذکورہ بالا شخصیات کے بارے میں کیا حکم ہے کہ انہوں نے کفر و شرک کی طرف مسلمانوں کو دعوت دی ؟ اور ایسی کفریہ و شرکیہ تعلیم دیکر خود مسلمان رہے یا مشرک ٹھہرے؟ اور ایسے حضرات کی کتب

احادیث اور روایات کو قبول کرنا جائز ہو سکتا ہے؟

اور اگر یہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے استمداد و استعانت کی تعلیم دیکر کافر و مشرک نہیں ٹھہرے تو پھر ہم سنیوں پر بھی کسی قسم کا فتویٰ عائد نہیں ہو سکتا۔ الحمد للہ عزوجل۔

﴾.....اگر یہ کفر و شرک ہوتا تو؟.....﴿

اور اگر یہ کفر و شرک ہوتا تو ایسے جلیل القدر محدثین اکرام و علماء دین اور اکابرین مخالفین ایسی روایت نقل ہی نہ فرماتے اور صاف لکھ دیتے کہ یہ تو صاف کفر و شرک ہے ایسی روایت حدیث رسول ﷺ نہیں ہو سکتی لیکن یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور ہے کہ محدث کرام اپنے اور فقہاء کرام کے تجربہ سے اس روایت کو مزید تقویت پہنچا رہے ہیں لہذا اس روایت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اگر یہ کفر و شرک ہے تو یہ لازم آئے گا کہ مذکورہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے نہ صرف اس کفر و شرک پر خود عمل کیا بلکہ اس کی اشاعت کر کے کفر و شرک کی تبلیغ کی اور کفر و شرک کی تبلیغ کرنے والے کیا مسلمان ہو سکتے ہیں؟

پھر جب رجال الغیب سے مدد طلب کرنا جائز ہے تو یا جنید، یا غوث المدد کہنا کس طرح کفر وشرک ہوسکتا ہے؟

[اس حدیث کی سند وصحت کے بارے میں علامہ اشرف علی سیالوی صاحب کی کتاب ''گلشن توحید ورسالت جلد ۲ صفحہ ۷۶'' ملاحظہ کیجئے]۔

﴿یا جنید پر فتوی تو امام نووی پر فتوی کیوں نہیں؟ فیصلہ کیجیے﴾

☆حضرت علامہ امام محدث یحیی بن شرف نووی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ [ولد سنۃ ۶۳۱ ھ] یہی حدیث شریف ''یا عباد اللہ احبسوا'' لکھ کر فرماتے ہیں۔

''حکی لی بعض شیوخنا الکبار فی العلم انہ انفلتت لہ دابۃ اظنہا بغلۃ،وکان یعرف ھذا الحدیث،فقالہ ،فحبسہا اللہ علیہم فی الحال . وکنت انا مرۃ مع جماعۃ ،فانفلتت منہا بہیمۃ و عجزوا عنہا ،فقلتہ،فوقفت فی الحال بغیر سبب سوی ھذا الکلام ''

یعنی مجھے ہمارے شیوخ کبائر میں سے بعض نے بتلایا کہ ان کی سواری جو

غالباً خچر تھی بھاگ نکلی اور وہ یہ حدیث جانتے تھے تو انہوں نے اس طرح کہا [یعنی" یا عباد اللہ احسبوا] تو اللہ تعالیٰ نے اس کو فوراً ان پر روک دیا۔

اور فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں خود [یعنی امام نووی] ایک جماعت کے ساتھ تھا تو ان کا ایک جانور بھاگ نکل اور وہ اس کو پکڑنے سے عاجز آ گئے تو میں نے یہ کلمات کہے

"فوقفت فی الحال بغیر سبب سویٰ ھذا الکلام"

تو وہ جانور فوری طور پر کھڑا ہو گیا صرف اس کلام کے ساتھ کسی دوسرے سبب کے بغیر۔ (کتاب الاذکار النوویہ۔ امام نووی صفحہ ۱۹۱، ۱۹۲)۔

لیجیے جناب امام نووی رحمۃ اللہ علیہ غیر اللہ کو ندا کر رہے ہیں، مشکل میں یا اللہ کی بجائے "یا عباد اللہ" کہہ کر پکار رہے ہیں، پھر جن کو پکار رہے ہیں وہ بھی آنکھوں سے اوجھل ہیں، غایب ہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ قریب ہیں کہ دور، یہ مدد بھی ماتحت الاسباب نہیں بلکہ مافوق الاسباب ہے۔

لیکن آج دن تک مخالفین ومعترضین حضرات کے کسی جید و معتبر مفتی نے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ پر کفر و شرک کا فتویٰ جاری نہیں کیا، آخر کیوں؟ مخالفین و معترضین کے فتوے سے تو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بھی کافر و مشرک

ٹھہرے۔ معاذ اللہ عزوجل۔ لیکن اس کے باوجود مخالفین حضرات امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب وروایات پر اعتماد بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ ایک راوی صرف کذاب ثابت ہو جائے تو اس روایت نہیں لی جاتی تو یہاں تو ان کے فتوے سے کافر ومشرک ٹھہرتے ہیں لیکن پھر بھی ان کو مانتے ہیں۔

﴿یا جنید اور وہابی نواب صدیق حسن خان غیر مقلد﴾

غیر مقلدین اہلحدیث کے نواب صدیق حسن خان بھوپالی صاحب نے بھی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی واقعہ ''حکی لی بعض شیوخنا الکبار ...... بغیر سبب سوی ھذا الکلام'' اپنی کتاب ''نزل الابرار صفحہ ۳۴۵'' میں نقل فرمایا ہے۔ لہٰذا مخالفین کو چاہیے کہ ذرا ایک عدد کفر وشرک کا جدید فتوی نواب صاحب کیلئے بھی جاری کریں۔

﴿ یا جنید پر فتوی تو مفتی مکہ ملا علی قاری پر فتوی دو؟ ﴾

☆ حضرت علامہ امام محدث مفتی مکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ''حکی لی بعض شیوخنا الکبار ...... بغیر

سبب سوی ھذا الکلام " اپنی کتاب "الحزر الثمین للحصن الحصین"
میں نقل فرمایا ہے۔اور آگے یہ بھی لکھا کہ "انہ مجرب " یہ عمل مجرب ہے۔
جیسا کہ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل حوالے ہم پہلے بیان کر چکے۔

مخالفین ومعترضین کے لئے لمحہ فکریہ

اب مخالفین ومعترضین حضرات ان تینوں حوالوں [امام نووی، ملاعلی قاری
،نواب صدیق حسن] پرغور کریں کہ حضرت جنید/امام حنفی شاذ لی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
والے واقعہ میں تو قریب بھی تھے اور مرید [وہ شخص] ان کو دیکھ بھی رہا تھا
جبکہ شیوخ کبائر اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہم جن کو پکار رہے تھے وہ اولیاءاللہ غائب
بھی تھے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ قریب تھے کہ نہیں ۔لہذا اصول مخالفین کے
مطابق امام نووی، ملاعلی قاری اور نواب صاحب کا واقعہ تو اس سے کئی زیادہ
شرکیات سے بھرا ہوا ہے۔(معاذ اللہ عز وجل)
لہذا مخالفین ومعترضین کو چاہیے کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی کفر وشرک کا فتوی
عائد کریں ۔اور جن جن لوگوں نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے یعنی امام ملاعلی
قاری رحمۃ اللہ علیہ اور وہابی غیر مقلد نواب صدیق حسن خان بھوپالی وغیرھما سب

کے خلاف بھی کوئی اشتہار و پمفلٹ شائع کریں۔لیکن ہم جانتے ہیں کہ مخالفین ومعترضین کا کوئی معتبر ومستند مفتی ومعتبر عالم دین کبھی یہ جرات نہیں کر سکتا کہ امام نووی ومفتی مکہ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور نواب صدیق حسن خان اہلحدیث کی ذات کوتنقید کا نشانہ بنائے اوران پر کفر وشرک کا فتویٰ عائد کرے لہذا جب ان پر فتوی نہیں تو ہم سنیوں پر فتوے کیوں؟ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہی پر فتویٰ کیوں؟ یہ کون سا انصاف ہے؟

یا جنید اور وہابی نواب صدیق حسن خان غیر مقلد

☆غیر مقلدین اہلحدیث کے نواب صدیق حسن خان بھوپالی صاحب اپنی کتاب ''نزل الابرار'' میں یہی روایت نقل کرتے ہیں کہ ''عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب ویرانے میں تم میں سے کسی کی سواری گم ہوجائے تو اسے یوں پکارنا چاہیے

''یا عباد اللہ احسبوا یا عباد اللہ احسبو فان اللہ عزوجل فی الارض حاضر ابحسبہ الخ'' اے اللہ کے بندوں اسے روکو اے اللہ کے بندوں اسے روکو بے شک اللہ عزوجل کیلئے زمین میں روکنے والے ہیں

جواس کوروکتے ہیں۔............ اوراس روایت کے بعد خود بھوپالی صاحب اپنا مشاہدہ وتجربہ لکھتے ہیں کہ میں نے بھی ایک موقع پر گھوڑا گم ہو جانے کے بعد ایسا ہی کیا تو میری حاجت پوری ہوئی "وقد کنت فی سفر من قنوج الی بھوپال فانفلت فرس لنا فطلبوہ فلم یقدروا علیہ فقلت ھذا الکلام الخ "(نزل الابرار صفحہ ۳۴۵)۔

سبحان اللہ عزوجل حق وہ جو مخالف کی زبان سے جاری ہو۔خود غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے بہت بڑے عالم دین نے عباد اللہ [اولیاء اللہ] سے استمداد حاصل کی۔یہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ جب مخالفین حضرات کی جان پھنس جاتی ہے تو وہ بھی اولیاء اللہ عزوجل کو مدد کیلئے پکارتے ہیں۔

بہر حال غیر مقلدین اہلحدیث نواب صدیق حسن خان بھوپالی صاحب کے واقعے میں تو ایسے لوگوں کو مدد کے لیے پکارا گیا جو سامنے موجود نہیں تھے بلکہ غائب تھے۔لہٰذا اگر یا جنید یا حنفی [مدد کیلئے] کہنا نام نہاد توحید پرستوں کے نزدیک کفر وشرک ہے تو پھر نواب صدیق حسن خان بھوپالی پر بھی کفر وشرک کافتویٰ لگائیں۔یہ کہاں کا انصاف ہے کہ سنیوں پر تو اعتراض کریں لیکن اپنے وہابی علماء واکابرین پر کوئی فتویٰ نہ دیں۔

﴿مخالفین کی ایک تاویل کا ازالہ﴾

تاویل :نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے اس حدیث کوضعیف کہالہذا ان پراعتراض نہیں ہوسکتا۔

ازالہ ...... : جناب نے ہمارے استدلال کوسمجھا ہی نہیں ہم یہاں حدیث کو تو پیش ہی نہیں کر رہے بلکہ ہم تو نواب صاحب کے اپنے مشاہدے اور تجربے کو یہاں بطور الزامی جواب پیش کررہے ہیں کہ انہوں نے عباداللہ سے استمداد طلب کی ۔رہی بات حدیث کی تو اگر حدیث ضعیف بھی ہوتو نواب صدیق حسن نے اس حدیث پر خود عمل کر کے اس حدیث کوتقویت پہچائی ۔لہذا ثابت ہوا کہ اگر حدیث ضعیف بھی ہےتو اسکے باوجود نواب صدیق حسن کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

باقی نواب صاحب کامعروف بن حسان راوی پر اعتراض کا جواب یہ ہے کہ معروف بن حسان کے بارے میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ یہ ضعیف ہیں اور ضعف کا سبب اوروجہ نہیں بتائی گی اسلئے یہ جرح مبہم ہے جو قابل قبول اور معتبر نہیں۔

ثانیاً اگر بالفرض ضعف تسلیم بھی کرلیا جائے تو بھی مخالف کامدعا پورا نہیں ہوتا

کیونکہ ضعیف سے حکم استحباب ثابت ہوتا ہے تو اباحت تو بدرجہ اولیٰ ثابت ہے۔جیسا غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی صاحب فرماتے ہیں''حدیث ضعیف جو موضوع نہ ہو اس سے استحباب اور جواز ثابت ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ص ۲۶۵)

اور پھر بھوپالی صاحب کا اپنا تجربہ گھوڑے کو روکنے والا اسی حدیث پر اعتماد کے پیش نظر تھا۔لہذا اگر ضعیف بھی ہو تب بھی استحباب و جواز ثابت ہو گیا۔

باقی اس حدیث کی سند وصحت کے بارے میں علامہ اشرف علی سیالوی صاحب کی کتاب "گلشن توحید ورسالت جلد ۲ صفحہ ۲۷۶" ملاحظہ کیجئے۔

﴿......یا جنید اور علامہ وحید الزمان غیر مقلد وہابی......﴾

☆ غیر مقلدین اہلحدیث کے ایک اور مشہور عالم'' علامہ وحید الزمان'' ہیں ۔انہوں نے صحاح ستہ کا اردو ترجمہ لکھا ہے جو کہ تقریبا تمام اہل حدیث حضرات کے مکتبوں پر دستیاب ہوتا ہے اور ان کی گھر میں بھی انہی کے ترجمہ شدہ صحاح ستہ موجود ہوتی ہے۔یہی علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے

''ازا الفلمت دابہ احدکم فی الارض فلاۃ فلینا دیا یا عباد اللہ اعینونی'' یعنی جب تم میں سے کوئی شخص راہ چلتے بھول جائے تو ندا کرے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ (ھدیۃ المھدی۔ص ۵۵،۵۶)

☆ یہی علامہ وحید الزمان فرماتے ہیں کہ

''مشکلات میں اعانت اور حاجتیں پوری کرنا اگرچہ اللہ تعالی کی قدرت و اجازت اور حکم و رضا سے ہو انبیاء و اولیاء کو لائق نہیں اور جو ان سے یہ عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے **یہ کلام نا درست ہے**۔ کیونکہ فرشتے اللہ تعالی کے حکم وقضا اور ارادہ و اختیار سے لوگوں کی مدد کرتے ہیں نہ کہ اپنی قدرت و اختیار سے۔ (ھدیۃ المھدی۔صفحہ ۵۵،۵۶)

لہذا اگر یا جنید کہنا کفر و شرک ہے تو علامہ وحید الزماں کے بارے میں بھی فتویٰ جاری کیجئے جو اسی عقیدے کی تائید کر رہے ہیں۔

﴾امام احمد بن حنبل و محدث ابن مفلح پر فتویٰ کیوں نہیں؟﴿

الامام الفقیۃ المحدث عبداللہ محمد ابن مفلح المقدسی رحمۃ اللہ علیہ [المتوفی ۷۶۳ھ] نے اپنی کتاب "الاداب الشرعیۃ" میں بھی یہی حدیث لکھی "**یا عبا اللہ احبسوا**" اور اس کے بعد لکھا کہ

"قال عبد اللہ ابن امامنا احمد: سمعت ابی یقول: حججت خمس حجج، منھا اثنتین راکباً، وثلاثاً ماشیاً، او ثلاثاً راکبا واثنتین ماشیاً، فضللت الطریق فی حجۃ و کنت ماشیاً، فجعلت اقول:

یا عبا اللہ دلونا علی طریق، فلم ازل اقول ذلک حتی وقعت علی طریق، او کما قال ابی"

یعنی "حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (یعنی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے پانچ بار حج کئے ہیں، ایک بار میں پیدل جا رہا تھا اور راستہ بھول گیا، میں نے کہا:

اے عباد اللہ مجھے راستہ دکھاؤ، میں یونہی کہتا رہا حتی کہ میں صحیح راستہ پر آ لگا۔

("الاداب الشرعیۃ" صفحہ ۴۵۷، ۴۵۸۔ امام ابن مفلح)

لیجیے جناب حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر بھی فتویٰ لگائیں اور امام ابن مفلح رحمۃ اللہ علیہ پر بھی فتویٰ دیجیے کہ وہ اس شرک [بقول مخالفین] کو بطور تائید پیش کر رہے ہیں۔

اب مخالفین حضرات انصاف کا دامن پکڑتے ہوئے فیصلہ کریں کہ اگر ملفوظات یا حدیقہ ندیہ، کشف النور وغیرھما کا واقعہ کفریہ وشرکیہ ہے تو یہاں تو اس سے بھی بڑا کفر وشرک ہونا چاہیے کہ نہیں؟ کیونکہ حضرت جنید بغدادی/یا امام حنفی تو وہاں اس شخص کے سامنے بھی تھے اور نظر بھی آرہے تھے جبکہ یہاں تو اللہ عزوجل کے جن بندوں کو مدد کیلئے پکارا جارہا ہے، وہ نا معلوم کتنے فاصلے پر ہوں اور پھر ان کو دیکھا بھی نہیں جارہا یعنی آنکھوں سے بھی اجھل [غائب] تھے۔

یقیناً مخالفین کی نظر سے یہ واقعہ پہلے بھی گزرا ہوگا لیکن آج دن تک کسی مخالف ومعترض کو جرات نہیں ہوئی کہ ان پر فتویٰ دیتے یا ان کے خلاف کوئی کتابچہ لکھتے یا کوئی پمفلٹ شائع کرتے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ فتوے تو صرف سنیوں کے لئے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

﴿بانی وہابی مذہب شیخ نجد کے بھائی شیخ سلیمان کا حوالہ﴾

تمام وہابی المسلک علماء کے سب سے بڑے امام محمد بن عبدالوھاب شیخ نجدی کے بھائی شیخ محمد سلیمان بن عبدالوھاب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

امام ''حاکم نے اپنی صحیح میں اور ابوعوانہ اور بزار نے **سند صحیح کے ساتھ** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

جب کسی شخص کی سواری کسی بے آب وگیاہ صحرا گم ہو جائے تو وہ تین بار کہے(**یا عباداللہ**) اے اللہ کے بندو مجھ کو اپنی حفاظت میں لے لو، تو اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جو اس کو اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں ، اور طبرانی نے روایت کیا ہے کہ اگر وہ شخص مدد چاہتا ہو تو یوں کہے کہ **اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔**

اس حدیث کو فقہاء اسلام نے اپنی کتب جلیلہ میں ذکر کیا ہے اور اس کی اشاعت عام کی ہے اور معتمد فقہاء میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا، چنانچہ امام نووی نے کتاب **الاذکار** میں اس کا ذکر کیا ہے اور ابن القیم نے اپنی کتاب ''**الکلم الطیب**''میں اس کا ذکر کیا ہے اور ابن مفلح نے

"کتاب الآداب" میں ابن مفلح نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔ "حضرت امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (یعنی امام احمد بن حنبل) سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے پانچ بار حج کئے ہیں، ایک بار میں پیدل جا رہا تھا اور راستہ بھول گیا، میں نے کہا: اے عباد اللہ مجھے راستہ دکھاؤ، میں یونہی کہتا رہا، حتی کہ میں صحیح راستہ پر آ گیا۔ (شیخ سلیمان بن عبد الوہاب، الصواعق الالٰہیہ ص ۳۴ تا ۳۵ مترجم، تاریخ نجد و حجاز فحہ ۱۲۳)

لہذا اب ان سب کے بارے میں شیخ نجد کے پیروکاروں کا کیا فتویٰ ہے؟ کیا یہ بھی بعینہ اس بات کی دعوت نہیں دے رہے جس کی وجہ سے وہ ان کے پیروکار علماء اہل سنت و جماعت پر زبان درازی کرتے ہیں؟ پھر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مخالفین و معترضین کا کیا فتوی ہے جنہوں نے عباد اللہ کو مشکل کشائی (استمداد) کے لئے پکارا؟ اور خود وہ فرماتے ہیں کہ ان کی مشکل کشائی بھی ہوئی۔

﴿الصواعق الالہیہ کے بارے میں ایک تاویل کا جواب﴾

تـــاویل﴾ شیخ سلیمان نے ''الصواعق الالہیہ'' سے توبہ کر لی تھی لہذا اس کتاب کا حوالہ معتبر نہیں۔

ازالہ﴾ مخالفین کا یہ دعوی بلا دلیل ہے، اس دعویٰ کے ثبوت پر نہ کوئی تاریخی شہادت ہے اور نہ شیخ سلیمان نے الصواعق الالہیہ کے بعد کوئی ایسی کتاب لکھی جس نے الصواعق الالہیہ میں مذکورہ دلائل پر خطِ نسخ کھینچ دیا ہو۔

پھر اگر انہوں نے توبہ بھی کر لی تھی تو کیا قبولِ وہابیت کے بعد اس حدیث جس کو وہ خود صحیح قرار دیتے ہیں اور علماء وفقہا کے اقوال سے اس کی تائید بیان کرتے ہیں، یک لخت من گھڑت کس طرح قرار دے سکتے ہیں، اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہابی مذہب کی تعلیم یہی ہے کہ جیسے ہی وہابیت قبول کرو تو فوراً ان تمام صحیح احادیث و دلائل کو من گھڑت قرار دو۔ جو حق و سچ ہیں۔ معاذ اللہ عزوجل

ہوسکتا ہے کہ کوئی مخالف یہ کہہ دے کہ ہم شیخ سلیمان کو نہیں مانتے وہ جاہل و مشرک تھا تو اس کے لئے عرض ہے کہ شیخ سلیمان بن عبدالوھاب علماء وہابیہ کے نزدیک بھی عالم دین وفقیہ وقاضی تھے چنانچہ شیخ علی طنطاوی جوہری مصری

نجدی کہتے ہیں کہ "شیخ سلیمان بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے اور حریملہ میں اپنے والد کے بعد قاضی مقرر ہوئے۔

(محمد بن عبدالوہاب، ص ۱۳ بحوالہ تاریخ نجد وحجاز ۴۳)

غیر مقلدین اہلحدیث کے مولانا مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں "سلیمان بن عبد الوہاب اور ان کے فرزند عبدالعزیز بھی ممتاز علمی حیثیت کے مالک تھے"

(محمد بن عبدالوھاب ایک مظلوم اور بدنام مصلح ص ۱۵)

﴾......مخالفین کے ایک مشہور اعتراض کا جواب......﴿

اعتراض : ان امور میں بندوں سے استغاثہ کرنا جائز ہے جو عام حالات میں یا عادتا ان کی قدرت میں (یا ماتحت الاسباب) ہوں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک اسرائیلی نے مدد چاہی یا جیسے ڈاکٹر، حکیم، پولیس یا لڑائی میں کسی دوست سے مدد طلب کرنا لیکن جو عادتا عام لوگوں کی قدرت میں نہیں ہوتے ان میں مدد طلب کرنا کفر وشرک ہے۔

جواب: قرآن وحدیث میں ایسا فرق ہرگز موجود نہیں ہے آخر قرآن وحدیث میں کس جگہ یہ حکم موجود ہے کہ جو عادتا بندوں کی قدرت میں ہے وہ تو جائز لیکن جو عادتاً قدرت میں نہیں وہ کفر وشرک ہے؟ بلکہ مخالفین کا یہ فرق کرنا قرآن کریم کے صراحتہً خلاف ہے۔ سورۃ النمل میں تخت بلقیس کا واقعہ موجود ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت بلقین کو منگوانا چاہا تو درباریوں سے کہا اے درباریوں، تم میں سے کوئی ہے جو اس تخت کو ان کے مسلمان ہونے سے پہلے لا کر دے سکتا ہے؟

تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں موجود ایک جن نے عرض کی: میں آپ کے دربار برخاست ہونے سے پہلے لا کر حاضر کردوں گا (نمل:۳۹)

لیکن حضرت سلیمان اس سے بھی پہلے چاہتے تھے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے کاتب آصف بن برخیا نے کہا "**انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک**" "میں پلک جھپکنے سے پہلے اس تخت کو حاضر کر دوں گا (نمل ۴۰) چنانچہ اس نے فوراً اس منوں وزنی تخت بلقیس کو جو کوسوں میل دور تھا آنکھ کی ایک جھپک سے قبل لا کر پیش کر دیا۔ یہ قرآنی آیت ہے کوئی حدیث بھی نہیں جس کو ضعیف کہہ کر رد کر دیا جائے۔

اس واقعہ سے یہ بات بہر حال ثابت ہو گئی کہ جن چیزوں پر عادتاً عام لوگوں کو قدرت نہیں ہوتی۔ ان چیزوں کے حصول کے لئے اولیاء کرام سے رجوع کرنا سراسر حق اور سر تا پا ہدایت ہے ورنہ حضرت سلیمان علیہ السلام درباریوں سے یہ نہ کہتے کہ مجھے دربار برخاست ہونے سے پہلے تخت چاہیے، نہ قرآن کریم اس واقعہ کو بیان کرتا، بلکہ قرآن کریم نے اس واقعہ کو بیان کر کے یہ ظاہر کر دیا کہ جن چیزوں کا حصول عام لوگوں کی قدرت میں نہیں ہوتا، ان کے حصول کیلئے اولیاء کرام کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ جیسا کہ خود اسماعیل دہلوی صاحب کے پیر و مرشد نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ **کی طرف رجوع کیا۔** (مزید تفصیل علامہ اشرف سیالوی کی کتاب "گلشن توحید و رسالت" میں دیکھو)

پھر ہم نے علماء وہابیہ دیوبندیہ کی جن کتب سے حوالے پیش کیے ہیں وہ مافوق الاسباب استمداد پر مشتمل ہیں لہذا تمھارے نزدیک ان کفر و شرک لازم ٹھہرا۔ اپنے ہی اکابرین کو خارج از اسلام تسلیم کرلیا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں　　　لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

﴾اولیاء پر اعتراض کرنے والے یہاں بھی غور کریں﴿

اعتراض :"یا جنید کہنے سے وہ شخص دریا پر چلنے لگا اور یا اللہ کہنے پر دریا میں ڈوب گیا" ایسی باتیں کرنا اللہ عزوجل کی شان کو اولیاء سے کم بتانا، اولیاء کو اللہ سے بڑھنا ہے۔

الجواب ...... :اس بات کا جواب ہم پہلے دے چکے، اس کے ڈوبنے کا سبب "یا اللہ عزوجل" کی پکار نہیں بلکہ اپنی بدعملی و بدگمانی تھی۔ اپنی بدگمانی و بدعملی کے سبب اس کا عمل بارگاہ خداوندی میں قبول نہیں ہوا۔ ہاں جب ولی کامل کا دامن تھام لیا تو "یا جنید" کے الفاظ بھی اس لئے ذریعے نجات بن گے، اور یا جنید کی پکار اللہ عزوجل کی استمداد کے منافی نہیں بلکہ "اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" بیشک اللہ تعالی، رسول اور اولیاء تمھارے مددگار

ہیں (پارہ6 المائدہ ۵۵) اور "یا عباد اللہ اعینونی " کے حکم سے اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی مدد ہے۔ سب باتوں کے جوابات ہم قبل دے چکے، اور اگر قرآن و حدیث اور معتبر و مستند علماء دین کے حوالہ جات سے مخالفین حضرات مطمئین نہیں تو پھر ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

باقی ہم سنیوں پر اعتراض سے قبل اپنے گھر کی خبر بھی رکھیں۔ علماء دیوبند کے حوالہ سے پہلے یا اللہ کی بجائے آہ آہ کہنے پر صحت ملنے والا واقعہ پہلے بیان ہو چکا، اب لیجیے تھانوی صاحب کے حوالہ سے مزید ایک حوالہ ملاحظہ کریں۔ اور ہمت کر کے ان پر بھی فتویٰ لگائیں۔

﴿اب ذرا علماء دیوبند کے حکیم تھانوی کی بھی سنو؟﴾

اب ذرا دیوبندی حکیم اشرفعلی تھانوی صاحب کی بھی سنیے، لکھتے ہیں کہ "میں نے طالب علمی کے زمانے میں کسی کتاب میں دیکھا کہ ایک پیر نے مرید سے پوچھا کہ تم خدا کو جانتے ہو۔ مرید نے کہا

میں خدا کو کیا جانوں

میں تو تم کو جانوں مجھ کو اس پر بڑا غصہ آیا کہ بڑا ہی جاہل اور ایمان سے دور تھا میں نے یہ قصہ (اپنے استاد) مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی سے

عرض کیا کہ حضرت ایسے ایسے بھی جاہل ہیں۔مولانا نے فرمایا کہ کیا تم خدا کو جانتے ہو!

تب میری آنکھیں کھلیں۔

فرمایا! کہ میاں کسی اللہ والے ہی کو پہچان لے یہ ہی بڑی نعمت ہے......

(الافاضات الیومیہ جلد۴ص۲۹۲)

یقیناً اہل عقل کو بات سمجھ آ گئی ہوگی۔اسلئے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں باقی نہیں۔

......معترضین کیلئے لمحہ فکریہ!!حدیث شریف......

باقی اگر پھر بھی کوئی بد بخت اولیاء اللہ پر اعتراض کرتا ہے،تو اس کی خدمت میں ایک صحابی کا عمل پیش کرتے ہیں،ذرا اس کو غور سے پڑھے۔

”صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ الممالیک 52/2 میں حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

عن ابی مسعود:انہ کان یضرب غلامہ فجعل یقول

اعوذباللہ قال فجعل یضربہ

فقال

اعوذبرسول الله ، فترکه

فقال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم والله. اللهُ اقدرعلیک منک علیه قال فاعتقه۔

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروری ہے کہ وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے ، غلام کہنے لگا،

اعوذ باللہ (اللہ کی دہائی) وہ اور مارنے لگے۔

غلام بولا :

رسول اللہ کی پناہ (یعنی دہائی) تو حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے اسے (فوراً) چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ تجھ پر اتنی طاقت رکھتا ہے کہ تو اس غلام پر نہیں رکھتا ، ابومسعودؓ نے غلام کو آزاد کر دیا۔ (صحیح مسلم مترجم)

نوٹ :...... صحیح مسلم کی اس حدیث کا ترجمہ دیوبند مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی کی ترجمہ شدہ صحیح مسلم شریف (ادارہ اسلامیات) جلد ۲ ص ۲۴۰ سے پیش کیا گیا تا کہ ترجمہ میں غلطی کا بھی کوئی الزام نہ لگا سکے۔

☆ یہی مضمون عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کیا:

قال بینا رجل یضرب غلامالہ، وھو یقول اعوذباللہ اذبصربرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال اعوذبرسول اللہ فالقٰی ماکان فی یدہٖ وخلی عن العبد فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اما واللہ انہ احق ان یعاذ من استعاذبہ منی فقال الرجل یارسول اللہ فھو حر لوجہ اللہ ۔یعنی

ایک صاحب اپنے غلام کو مار رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ کی دُہائی ۔(لیکن انہوں نے نہیں چھوڑا) اتنے میں غلام نے حضور سید عالم ﷺ کو تشریف لاتے دیکھا اب کہا رسول اللہ کی دہائی ۔فوراً اس صاحب نے کوڑا ہاتھ سے ڈال دیا اور غلام کو چھوڑ دیا۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: سنتا ہے خدا کی قسم بیشک اللہ عزوجل مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی دُہائی دینے والے کو پناہ دی جائے ۔ان صاحب نے عرض کی :یارسول اللہ !تو وہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔

(الدر المنثور بحوالہ عبدالرزاق عن الحسن تحت الآیۃ 4 /36 داراحیاء التراث العربی بیروت 2 /502،کنز العمال

بحوالہ عب عن الحسن حدیث 25673 مؤسسة الرسالہ بیروت 203/9)

﴿کیارسول اللہ کی دہائی اللہ کی دہائی کے منافی ہے؟﴾

۞...... یہاں غلام صحابی رضی اللہ عنہ اللہ کی پناہ (اعوذباللہ کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی پناہ (اعوذ برسول اللہ) اختیار کر رہے ہیں لیکن حضور اقدس ﷺ نے ان غلام صحابی رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں فرمایا کہ تو اللہ کے سوا میری دہائی دیتا ہے اور وہ بھی کس طرح کہ اللہ عزوجل کی دہائی چھوڑ کر، لہذا تو مجھے (نبی ﷺ) کو اللہ عزوجل پر فضلیت دیکر مشرک ہوگیا۔حتا کہ خود رب کریم نے اس غلام کے اس عمل کے رد پر کوئی وحی نازل نہ فرمائے کہ جس میں ہو کہ ایک نبی ! اس غلام نے میری پناہ چھوڑ کر تیری پناہ لی ،لہذا اس نے تجھے (نبی) کو مجھ (خدا) سے بڑھا دیا،لہذا یہ مشرک ہوگیا،اس سے توبہ کرواؤ۔

لہذا نہ رسول اللہ ﷺ نے اس غلام پر کسی طرح کا کوئی حکم لگایا، نہ رسول اللہ ﷺ نے تو اب علماء وہابی ہی بتائیں کہ اس کے بارے میں بھی وہی کہیں گے جو حضرت جنید بغدادی/یا امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ پر لگاتے پھرتے ہیں۔

۞......دوسری بات غلام صحابی نے جو کیا وہ اپنی جگہ، لیکن اس کے آقا (حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ) نے بھی کیسا عمل کر دیا، توبہ توبہ! مذہب وہابیہ کے مطابق تو وہ بھی رسول اللہ ﷺ کو اللہ پر فضیلت دے چکے، کیونکہ جب غلام صحابی اللہ کی پناہ (اعوذ باللہ کہہ رہا تھا تو انہوں نے اپنا ہاتھ نہ روکا بلکہ مارتے رہے لیکن جب اس غلام نے (اعوذ برسول اللہ) کہا تو انہوں نے ہاتھ روک لیا۔

لیکن یہاں بھی رسول اللہ ﷺ نے اس غلام کے آقا یہ نہیں کہا کہ یہ کیسا شرک اکبر ہے، کہ خدا کی دہائی کی وہ بے پرواہی اور میری دہائی پر یہ نظر، ایک تو میری دہائی مانی اور وہ بھی یوں کہ خدا کی دہائی نہ مان کر۔

۞...... آقا و غلام کو مشرک بنانا تو درکنار خود رسول اللہ ﷺ نے جو اس پر نصیحت فرماتے ہیں وہ کس مزے کی بات ہے کہ اللہ مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے، دہائی تو اپنی بھی قائم رکھی اور اپنی دہائی دینے پر نہ دینی بھی ثابت رکھی، صرف اتنا ارشاد ہوا کہ خدا کی دہائی زیادہ ماننے کے قابل تھی۔

پھر اللہ عزوجل نے بھی کوئی حکم نازل نہیں فرمایا کہ ان صحابہ کرام علیہم الرضوان سے کفر و شرک ہو گیا ہے وہ مجھے چھوڑ کر نبی کی دہائی دے رہے

ہیں، نبی کو مجھے خدا پر فضیلت دے رہے ہیں لہذا انہیں توبہ کرنی چاہیے اور پھر ایمان لانا چاہیے(معاذ اللہ) اب معترضعین ومخالفین کو چاہیے کہ اس حدیث شریف کو ٹھنڈے دل سے پڑھیں، اور اگر ہو سکے تو اس کا جواب دیں۔

کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ کو اللہ سے بڑھا دیا؟

مخالفین کی عقلوں ہی میں فتور ہے ان کو اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ اجمعین کی باتوں میں کفر وشرک ہی نظر آتا ہے۔اور ان کے ذہنوں میں جو خود ساختہ نتیجہ ہوتا ہے اس کو پیش کر کے اہل سنت کے ذمے لگا دیتے ہیں۔وہابیوں کو اس واقعہ میں اللہ عزوجل سے ہٹا کر غیر اللہ کی طرف لے جانا تو دیکھائی دیتا ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا حکم فرمائیں گے جنہوں نے نبی پاک ﷺ کی تعظیم وآرام کی خاطر اللہ عزوجل کی عبادت ترک فرمادی چنانچہ۔

''حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ خیبر والے دن سرکار علیہ السلام کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔حضور اکرام ﷺ نے عصر کی نماز پڑھ لی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔حضور ﷺ ان کی گود میں آرام فرماتے رہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور حضرت علی

رضی اللہ عنہ کی نماز قضاء ہوگئی۔ جب سرکار دو عالم ﷺ بیدار ہوئے تو پوچھا کیا آپ نے نماز عصر پڑھ لی ہے؟

عرض کیا نہیں۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ علی رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھا، سورج کو واپس لے آ۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا سورج غروب ہوگیا تھا اور دعا فرمانے کے بعد پھر طلوع ہوگیا۔

اس حدیث کو "شفاء شریف" میں قاضی عیاض نے، امام طحاوی نے "مشکل الاثار" میں، علامہ عسقلانی نے "مواہب الدنیہ" میں، علامہ زرقانی نے "شرح مواہب لدنیہ" میں، امام سیوطی نے "الحاوی الفتاوی" علامہ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" میں، علامہ ابن حجر مکی نے "فتاوی حدیثیہ" میں، علامہ سخاوی نے "مقاصد حسنہ" میں، امام نورالدین ھیثمی نے "مجمع الزوائد" میں، علامہ خفاجی نے "نسیم الریاض" میں، علامہ شامی نے "سیرت"، علامہ ابن عابدین شامی نے "ردالمختار" میں، شیخ عبدالحق امحدث دہلوی نے "مدارج النبوت" میں، ملاعلی قاری نے "شرح شفاء" میں نقل فرمایا ہے۔ اور یہ حدیث متعدد اسناد سے مروی ہے۔ اور علماءِ محدثین کے نزدیک صحیح و

حسن کے درجے پر فائز ہے۔(بحوالہ کتب علماء اہل سنت)

نماز عصر جس کے بارے میں اللہ عزوجل حکم فرماتا ہے کہ"**حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى**"۔نگہبانی کرو سب نمازوں اور بیچ کی نماز کی۔(پارہ۲ البقرۃ ۲۳۸)تو جو اطاعت باری تعالیٰ خلاف تعظیم نبی پاک ﷺ کی جائے یعنی جس میں حضور ﷺ کی تعظیم کے پہلو کو نظر انداز کر دیا جائے تو اس عبادت خداوندی کی اللہ کی بارگاہ میں کوئی وقعت نہیں۔

اب وہابیوں فتوی لگائیں کہ اللہ عز و جل تو حکم فرماتا ہے کہ نماز کی حفاظت کرو لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ عز و جل کے حکم کو چھوڑ کر غیر اللہ کی طرف چلے گے۔معاذ اللہ۔ان کے نزدیک نبی کی تعظیم اللہ کی عبادت و اطاعت سے افضل ہے۔معاذ اللہ۔

☆حضور ﷺ نے جب دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میری خاطر نماز عصر کو ترک کر دیا تو یہ نہیں فرمایا کہ اے علی تم نے یہ کیا کیا میری خاطر اللہ کی عبادت و اطاعت ترک کر دی۔تم کو توبہ کرنی چاہیے۔(اگر کوئی وہابی اس زمانے میں ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لازمی فتوی لگاتا) بلکہ حضور ﷺ نے تو فرمایا کہ" اے اللہ!علی رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھا"۔

☆پھر حضور ﷺ نے دعا فرمائی تو اللہ عزوجل نے دعا کو قبول فرمالیا یہ نہیں فرمایا کہ اے نبی ﷺ! علی تو میری اطاعت وعبادت کو چھور کر مشرک ہو گیا اس سے توبہ کروانے کی بجائے تم اس کیلئے دعا کرر ہے ہو۔اب ہوسکتا ہے کہ وہابیوں کو حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کے یہ الفاظ ''ارے نادان ابھی جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے'' سمجھ آ گے ہوں۔بحرحال اگر یا اللہ کی بجائے یا جنید کہنا اللہ عزوجل کو چھوڑ کر غیر اللہ کی طرف جانا ہے اور کفر،شرک و گمراہی کی دعوت ہے تو پھر وہابی اصول کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کس فتویٰ کے حق دار ٹھہرے؟

علمائے دیوبند اور اولیاء اللہ سے استمداد و استعانت

اب آخر میں چند حوالہ جات علمائے دیوبندی کی کتب سے پیش خدمت ہیں ،جن میں اولیاء اللہ عزوجل سے استمداد و استعانت کی گئی ،حتیٰ کہ یہ بھی مانا کہ اولیاء اللہ صرف ایک مرید ہی کونہیں بلکہ دور دراز سے اپنے متعدد مریدوں کوڈوبنے سے بچالیتے ہیں، ڈوبتی کشتیوں کو پار لگادیتے ہیں، لیجیے ملاحظہ کیجیے۔

حاجی صاحب کی مشکل کشائی ڈوبتے جہاز کو بچالیا

☆علماءدیوبند کی کتاب شمائم امدادیہ میں ہے کہ ''محبوب علی نقاش نے آکر بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ (کشتی) تباہی میں تھا میں مراقب ہوکر آپ (حاجی امداداللہ صاحب) سے ملتجی ہوا آپ نے مجھے تسکین دی اور آگبوٹ کو تباہی سے نکال دیا۔

(شمائم امدادیہ حصہ سوم صفحہ ۸۸)

دیوبندیوں نے غوث اعظم کو مشکل کشاء تسلیم کرلیا

☆اسی طرح کا ایک اور واقعہ اسی شمائم امدادیہ میں لکھا ہے کہ

''ایک دن حضرت غوث الاعظم سات اولیاء اللہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے نگاہ نظر بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے آپ نے ہمت وتوجہ باطنی سے اس کو غرق ہونے سے بچالیا''

(شمائم امدادیہ حصہ دوم ۴۳)۔

اگر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہی کرامت ہماری کسی سنی عالم نے لکھی ہوتی تو مخالفین کی حجت بازیاں شروع ہو جاتیں لیکن چونکہ یہ واقعہ مخالفین کے بزرگوں نے لکھا ہے اسلئے کبھی کسی مخالف کو خارش نہیں ہوئی۔پھر یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اولیاء اللہ دور دراز سے مشکل کشائی فرما سکتے ہیں لہذا جب دور سے مدد جائز ہے تو پھر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے قریب سے مدد مانگنا کیوں کر ناجائز وشرک ہوسکتا ہے؟

دیوبندی پیرومرشد نے دور دسے ڈوبتی کشتی کو بچالیا

ایک دیوبندی مرید کسی بحری جہاز سے سفر کررہے تھے کہ اچانک ایک تلاطم خیز طوفان میں جہاز گھر گیا، قریب تھا کہ موجوں کے ہولناک تصادم سے اس کے تختے پاش پاش ہوجائیں" انھوں نے دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں ہے اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے **پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت امداد کو ہوگا**، اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر اور کار ساز مطلق ہے، اسی وقت آ گبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔

ادھر تو یہ قصہ پیش آیا، ادھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے خادم سے بولے ذرا میری کمر دباؤ نہایت درد کرتی ہے، خادم نے دباتے دباتے پیراہن مبارک جو اٹھایا تو دیکھا کہ کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اتر گئی ہے پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے، کمر کیونکر چھلی، فرمایا کچھ نہیں، پھر پوچھا، آپ خاموش رہے تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا، حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے،

فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا، اس میں ایک تمہارا دینی سلسلے کا بھائی تھا،

اس کی گریہ وزاری نے مجھے بے چین کر دیا اور آگبوٹ کو کمر کا سہارا دے کر اٹھایا، جب آگے سلا اور بندگانِ خدا کو نجات ملی، اُسی سے چھل گئی ہوگی

اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنا''

(کرامات امدادیہ ص ۱۸ بحوالہ زلزلہ ۹۷)

علماء دیوبند کو یا جنید/ یا حنفی کہنا تو شرک نظر آیا لیکن یہاں کفر و شرک بھول گے، کہ دیوبندی مرید اپنے پیر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا

''اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت امداد کو ہوگا''۔

اور پھر دیوبندی پیر کے لئے یہ تسلیم کیا کہ ان کو مسافت بعید یہ سے معلوم ہوگیا کہ میرا ایک مرید آگبوٹ کے اندر مشکل میں گھرا ہوا ہے اور پھر فوراً اس کی مشکل کشائی کو پہنچے۔

یا جنید/ یا حنفی والے واقعہ میں تو یہ بزرگ اس شخص کے پاس موجود تھے لیکن کرامات امدایہ کے اس دیوبندی پیر صاحب کی مشکل کشائی نہ صرف مافوق الاسباب بلکہ سیکڑوں میل دور دراز کی مسافت بھی آڑے ہے۔ لیکن اب دیکھئے یہی بات جو اولیاء امت کیلئے علماء دیوبند کو کفر و شرک نظر آرہی تھی وہ اپنے وہابی دیوبندی پیر و مرشد کیلئے عین توحید بن گئی۔

دیوبندی شیخ صاحب نے جان بچائی

مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری دیوبندی اپنے شیخ مولوی احمد حسین صاحب کے ایک مرید کا واقعہ نقل کرتے ہیں "بالی ندی مولوی بازار کے ایک صاحب آزادی سے قبل ڈھاکہ سے شیلانگ بذریعہ موٹر جارہے تھے صوبہ آسام کا اکثر حصہ پہاڑی ہے اس میں موٹر یا بس چلنے کا جو راستہ ہے وہ بہت تنگ ہے فقط ایک گاڑی جاسکتی ہے، دو کی گنجائش نہیں۔ یہ صاحب حضرت کے مرید تھے جب نصف راستہ طے ہوگیا تو دیکھا کہ سامنے سے ایک گھوڑا بڑے زوروں سے آرہا ہے اس شخص اور دیگر تما حضرات کو خطرہ پیدا ہوا کہ اب کیا ہو گا موٹر روک لی لیکن اسکے باوجود بھی بڑی تشویش ہوئی کیونکہ گھوڑا بلا سوار بڑی تیزی سے دوڑا آرہا تھا۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس شخص نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر پیر و مرشد (حسین احمد) ہوتے دعا کرتے ابھی اتنا سوچا تھا کہ حضرت شیخ گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہیں غائب ہو گئے۔

(انفاس قدسیہ صفحہ ۱۸۶ بحوالہ زلزلہ صفحہ ۸۹)

کہاں دیوبند اور کہاں آسام کی پہاڑی! درمیان میں سیکڑوں میل کا فاصلہ!

لیکن دل میں خیال گذرتے ہی (دیوبندی) حضرت وہاں چشمِ زدن میں پہنچ گئے اور گھوڑے کی لگام تھام کر بجلی کی طرح غائب ہو گئے۔

سینکڑوں میل کے فاصلے سے دل کی زبان کا استغاثہ انھوں نے سن لیا اور سن ہی نہیں لیا بلکہ وہیں سے یہ بھی معلوم کر لیا کہ واقعہ کہاں درپیش ہے اور پھر چشمِ زدن میں وہاں پہنچ بھی گئے اور مشکل کشائی بھی فرمائی۔ اب بتائیں علماء دیوبند کہ اگر ملفوظات اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ خلاف توحید ہے تو مذکورہ دیوبندی شیخ صاحب کا واقعہ کس طرح اسلام و توحید کے مطابق قرار پایا؟

﴿......دیوبندی پنڈت جی اور دیوبند مرشد کامل......﴾

علماء دیوبند کی کتاب میں ایک واقعہ ہے کہ ایک پنڈت کسی مرشد کامل کی تلاش میں ادھر ادھر مارے مارے پھر رہے تھے کہ اچانک کسی مجذوب عورت سے ان کی ملاقات ہوگئی اس نے گڑھول کا پتہ بتایا کہ وہاں جاوہاں تیرے درد کا درماں ہے اب گڑھول کا راستہ معلوم کر کے وہاں کیلئے روانہ ہوئے اسکے بعد کا واقعہ خود دیوبندی مصنف ''درس حیات'' کی زبانی سنئے۔

''دوپہر کا وقت تھا اور گرمی کا زمانہ تھا جو گیارہ اسٹیشن سے پیدل گڑھول جا

رہے تھے گرمی کے دنوں میں دوپہر کے وقت لوگ عموماً گھروں کے اندر پناہ گزیں ہوتے ہیں، باہر راستے میں چلتے ہوئے لوگ نہیں ملتے، یہ (پنڈت) کئی جگہ بھولے اور ہر جگہ ایک صورت کے ایک ہی شخص نے ظاہر ہوکر راستہ بتلا دیا

(درس حیات صفحہ ۲۹۹ بحوالہ زلزلہ ص ۱۲۰)

اب اس کے بعد کا قصہ سنئے، بیان کے اس حصے میں مرشد کامل کی قوت تصرف اور غیب دانی کا منصفِ کبریائی خاص طور پر محسوس کرنے کے قابل ہے۔ارشاد فرماتے ہیں

''جب گڑھول پہنچے اور حضرت کے جمال جہاں آرا پر نظر پڑی تو دیکھا کہ یہ وہی ہیں جنھوں نے راستے میں کئی جگہ ظاہر ہوکر رہنمائی فرمائی تھی عقیدت جوش میں آئی بے اختیار عرض کیا بادشاہ! میرے حال پر رحم کیجئے اور مجھ کو راستہ بتلا یئے۔

(درس حیات ص ۳۰۰ بحوالہ زلزلہ ۱۲۰)

''حضرت نے پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کیا کہ گڑھول آتے ہوئے جہاں کہیں میں راستہ بھولا تو بادشاہ! آپ نے ظاہر ہوکر راستہ بتلایا، اب آپ

پوچھتے ہیں کہ کیا چاہتا ہوں؟ آپ کو سب معلوم ہے کہ میں کیا چاہتا ہوں“

(درس حیات ۳۰۰ بحوالہ زلزلہ ۱۲۰)

للہ! دیکھئے یہ وہی علماء دیوبند ہے جن کو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے اس واقعہ میں کفر وشرک دکھائی دیا۔ وہاں کفر وشرک تو یہاں اسلام و ایمان کس طرح ٹھہرا؟ آخر علماء دیوبند کے ہاں انصاف کا ایک ہی ترازو کیوں نہیں؟ اپنے بیگانے کا فرق کیوں آڑے آجاتا ہے؟

کیا امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کافر ومشرک تھے؟

”یا جنید“ کہنے پر تو مخالفین سیخ پا ہو جاتے ہیں حالانکہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کے سامنے موجود تھے اور زندہ بھی تھے لیکن اب ذرا اپنے امام اسماعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم سے بعد الوصال دور دراز سے مافوق الاسباب استمداد کا واقعہ ملاحظہ کیجئے۔ کہتے ہیں کہ

”حضرت سید صاحب (وہابی پیر ومرشد) کو تینوں طریقوں یعنی قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ کی نسبت مبادی سے پہلے حاصل ہوگئی لیکن نسبت قادریہ اور نقشبندیہ کا بیان اس طرح ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ

العزیز کی بیعت کی برکت اور آنجناب ہدایت کی توجہات کے یمن سے حضرت جناب غوث الثقلین اور جناب خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کی روح مقدس آپ کے متوجہ حال ہوئیں اور قریباً عرصہ ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روحِ مقدس کے مابین فی الجملہ تنازع رہا۔ کیونکہ ہر ایک ان دونوں عالی مقام اماموں میں سے اس امر کا تقاضا کرتا تھا کہ آپ کو تمامیہ اپنی طرف جذب کرے تا آنکہ تنازع کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر صلح کا واقعہ ہونے کے بعد ایک دن ہر دو مقدس روحیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور قریبا ایک پہر کے عرصہ تک وہ دونوں امام آپ کے نفس نفیس پر توجہ قوی اور پرزور اثر ڈالتے رہے۔ پس اس ایک پہر ہر دو طریقہ کی نسبت آپ کو نصیب ہوئی۔

(صراط مستقیم باب چہارم در بیان سلوک راہِ ثبوت الخ۔ صفحہ 318،317)

اب بتائیں کہ اگر یا جنید رحمۃ اللہ علیہ کہنا کفر و شرک ہے تو پھر اسماعیل دہلوی کا اپنا یہ واقعہ کفریہ و شرکیہ کیوں نہیں؟ اور اسماعیل دہلوی کو کافر و مشرک کیوں نہیں کہا جاتا ہے؟

......وہابیوں کو قبروں سے فیض ملتا ہے......

☆ پھر یہ سلسلہ یہاں پر ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ اسی کتاب صراط مستقیم میں خود یہ بات تسلیم کی کہ "القصہ اگر چہ صاف باطن لوگوں کو اولیاء اللہ کی قبروں کی طرف کسی قدر فائدہ ہوتا ہے"

(صراط مستقیم، باب دوم، پہلی فصل، پانچواں افادہ صفحہ 103)

☆ اور وہابی اسماعیل دہلوی کے پیر و مرشد سید احمد صاحب حضرت خواجہ بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر جاتے ہیں اور قبر مبارک سے فیض حاصل کرنے کی غرض سے مراقب ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

"ولیکن نسبت چشتیہ۔ پس اس کا بیان اس طرح ہے کہ ایک دن آپ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کا کی قدس سرہ العزیز کی مرقد منور کی طرف تشریف لے گئے **اور ان کی مرقد مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے** ۔ اس اثناء میں ان کی روح پرفتوح سے آپ کی ملاقات حاصل ہوئی اور آنجناب یعنی حضرت قطب الاقطاب نے **آپ پر نہایت قوی توجہ کی کہ اس توجہ کے سبب سے ابتدائے حصول نسبت چشتیہ کا ثابت ہو گیا**

(صراط مستقیم باب چہارم در بیان سلوک راہِ ثبوت الخ صفحہ 318)

ہاں! اب نہ کفر یا در ہا اور نہ شرک نظر آتا ہے۔ اگر یا جنید کہنا توحید کے خلاف ہے تو پھر اولیاء اللہ عزوجل سے ایسی استمداد کس طرح جائز ٹھہری؟ آخر کون سی آیت یا حدیث جس سے اہل سنت و جماعت کا عقیدہ استمداد و استعانت تو کفر یہ ثابت ہوتا ہے لیکن امام الوہابیہ کا یہ عقیدہ جائز و عین ایمان؟

......علامہ ارشد القادری کی زلزلہ، زِیر و زَبر......

علماء دیوبند کی معتبر و مستند کتب سے اولیاء اللہ کے اختیارات و تصرفات، حاضر و ناظر، استمداد و استعانت پر مشتمل درجنوں حوالہ جات رئیس القلم مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ارشد القادری رحمتہ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب "زلزلہ" اور دوسری کتاب "زِیر و زَبر" میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ ان کتب کا لازمی مطالعہ کیجئے۔

حرف آخر

الحمد للہ عزوجل! ملفوظات اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ پر اعتراضات کے مکمل جوابات درج ہو چکے، باقی استمداد و استعانت کے موضوع کا مختصراً جواب بھی ہماری اس تحریر میں موجود ہے تاہم یہ ایک مستقل موضوع ہے جس کو ہم یہاں طوالت کے خوف سے پیش نہیں کر سکتے، علماء اہل سنت و جماعت کی درجنوں کتب موجود ہے۔

❁ **الامن و العلی** : امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ❁ **برکات الامداد لاھل الاستمداد**: امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ۔ ❁ **الاستمداد و التوسل**: مولانا صالح نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (اس موضوع کی بہترین کتاب ہے) ❁ **کراماتِ اولیاء اور بعد از وصال استمداد**: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ ❁ **انبیاء و اولیاء کے اختیارات کا اسلامی تصور**: پروفیسر احمد رضا خان ❁ **مشکل کشاء نبی ﷺ**: مولانا غلام مصطفیٰ نوری حفظہ اللہ (اس کتاب میں ان تمام آیات کی وضاحت موجود ہے جو بتوں کے بارے میں نازل ہوئیں لیکن مخالفین انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرتے ہیں)

❁ **گلشن توحید و رسالت** : علامہ اشرف سیالوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

❁ **مزارات اولیاء اور توسل**: علامہ شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی ❁ **زلزلہ**

:علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ ۞زیر و زبر :علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ۔

۞سعید الحق تخریج جاء الحق۔

جن حضرات کو استمداد و استعانت کے موضوع پر تحقیق کرنی ہے اور ان مذکورہ بالا کتب کا مطالعہ کریں، یہ سب کتب نیٹ پر پی ڈی ایف فارم میں موجود ہیں۔اللہ عزوجل ہمیں دین اسلام مسلک اہل سنت والجماعت پر قائم ودائم رکھے۔(آمین)

بتقاضہ بشریت اگر کسی قسم کی غلطی ہوگئی ہو تو علماء اہل سنت و جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ اصلاح فرما کر مطلع فرمائیں۔میری کسی بھی غلطی یا قابلِ اعتراض عبارت کی ذمہ داری اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی پر عائد نہیں کی جاسکتی۔تاہم اگر کوئی غلطی سرزد ہوگئی، یا کوئی ایسی عبارت ہو جو کسی سنی عالم دین کے مخالف ہو تو میرا مواقف وہی ہے جو معتبر و مستند علماء اہل سنت و جماعت بیان فرمائیں،اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہماری تمام غلطیوں کو معاف فرمائے۔(آمین) احمد رضا قادری رضوی

nusratulhaq92@gmail.com
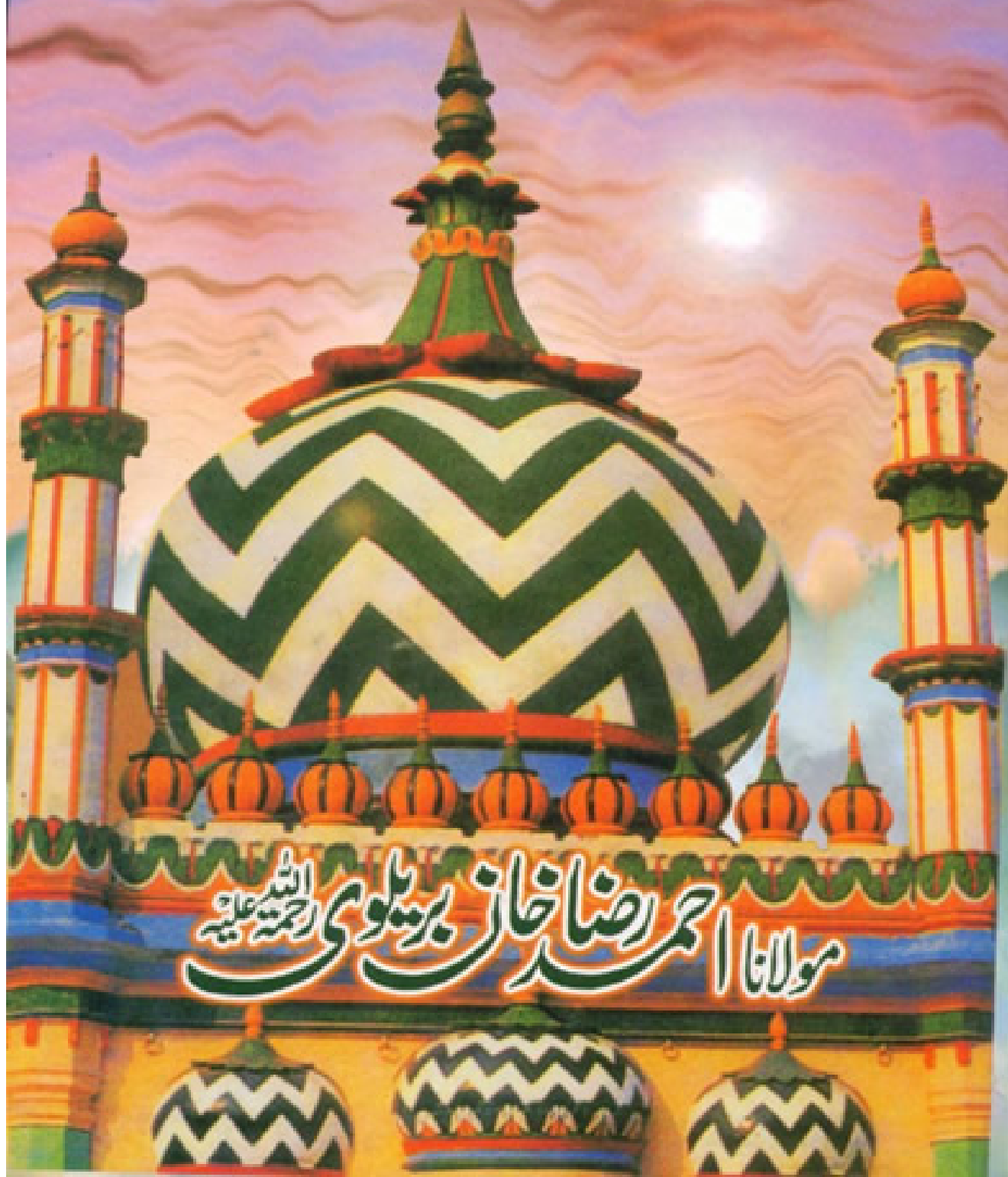
ملفوظات
مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ذراسی آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر کہیں اسے زمین پر پڑا دیکھیں کہ اس کا ایک پاؤں یا پر بےکار ہوگیا ہے اور اس میں طاقت پرواز نہیں ہے تو اس پر رحم کیا جاتا ہے کہ پیر سے مسل دیتے ہیں تو خدا و رسول عز جلالہ و ﷺ کی شان میں گستاخیاں کریں اور ان سے دشمنی وعداوت رکھیں وہ قابلِ رحم ہیں خواہ خدا اور رسول کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ذراسی اعانت کافر کی کرنا جتنے کہ اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان بتادے اتنی بات اللہ تعالیٰ سے اس کا علاقہ مقبولیت قطع کردیتی ہے۔ ہاں ذمی مستامن کافروں کے لئے شرح میں رعایت کے خاص احکام ہیں، یہ اس لئے کہ اسلام اپنے ذمہ کا پورا ہے اور اپنے عہد کا سچا۔

عرض: حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یا اللہ فرمایا، اور دریا میں اُتر گئے، پورا واقعہ یاد نہیں۔

ارشاد: غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے، بعد کو ایک شخص آیا، اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی۔ کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا، عرض کی: میں کس طرح آؤں فرمایا: یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا، حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں، اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا: حضرت میں چلا: فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید کہتا چلا آ اس نے یہی کیا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا۔ کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا: عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں، فرمایا: ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے، اللہ اکبر!

دو صاحب اولیائے کرام سے ایک دریا کے اس کنارے اور دوسرے اس پار رہتے تھے، ان میں سے ایک صاحب نے اپنے یہاں کھیر پکائی اور خادم سے کہا: تھوڑی ہمارے دوست کو بھی دے آؤ، خادم نے عرض کی: حضور راستے میں تو دریا پڑتا ہے کیوں کر پار اتروں گا، کشتی وغیرہ کا کوئی

الحديقة الندية
شرح
الطريقة المحمدية
العلامة عبد الغني النابلسي
الحنفي رحمه الله
المكتبة النورية الرضوية الجامع البغدادي
لائلپور - پاکستان

3.jpg

الحديقة الندية

شرح

الطريقة المحمدية

الجزء الثانی

للعارف باللہ تعالی سیدی العلامۃ عبد الغنی النابلسی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

الناشر

السید ہدایت رسول

القادری الرضوی

المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ الجامع البغدادی ○ لاہور۔ پاکستان

4.jpg

ولما يحث المريد على اتخاذ الشيخ الحى مسترشدا منه او الميت مستمدا منه ما نقله الشيخ عبدالوهاب الشعراوى رحمه الله تعالى فى كتابه العهود المحدية : ان معروف الكرخى كان يقول لأصحابه : إذا كان لكم الى الله تعالى حاجة فاقسموا عليه بى ولا تقسموا عليه به تعالى . فقيل له فى ذلك فقال : هؤلاء لا يعرفون الله تعالى فلم يجبهم، ولو أنهم عرفوه لأجابهم. وكذلك وقع لسيدى محمد الحنفى الشاذلى انه كان يعدى من مصر إلى الروضة ماشياً على الماء هو وجماعته فكان يقول لهم : قولوا ياحنفى . وامشوا خلفى وإياكم ان تقولوا يا الله ! تغرقوا. فخالف شخص منهم وقال : يا الله فزلقت رجله فنزل الى لحيته فى الماء فالتفت اليه الشيخ وقال : يا ولدى انك لا تعرف الله تعالى حتى تمشى باسمه على الماء ، فاصبر حتى اعرفك بعظمة الله تعالى . ثم اسقط الوسائط انتهى .

وفى الجملة فاتخاذ الشيخ الحى أن وجد ، وإلا فالميت أولى. والكل أموات لماقدمناه من اشارة قوله تعالى: (انك ميت وانهم ميتون) فافهم ترشد إن شاء الله تعالى ولا تعترض تكن من الهالكين . فان الله تعالى يغار لاوليائه إذا انتهكت حرماتهم أشد غيرة ولا إله غيره انه لقول فصل وماهو بالهزل انهم يكيدون كيدا واكيد كيدا فمهل الكافرين امهلهم رويدا .

وأما هذه الطبول والنايات وهذه الأعلام والرأيات التى تتقيد بها الفقراء اليوم وهذه الأوقات التى اخترعتها مشايخ هذا الزمان فان جميعها جهل ولهو وبطالة لاينبغى للشيخ المرشد أن يعملها ولا أن يقر عليها لمايترتب عليها من مفسدة الغرور بغير الله تعالى والأعراض عن طلب العلم النافع والاجتهاد فى سنن سيد المرسلين ﷺ وإن كنا نحن لا ننكرها عل الكاملين العارفين إذا صدرت منهم (قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لايعلمون إنما يتذكر أو لوالألباب) .

وأما الاجتماع وذكر الله تعالى الصحيح الخالى من اللحن مع الأدب والخشوع بعد معرفة الواجب من الاعتقاد الموافق ، والواجب من كيفية الأعمال الصالحة فى العبادات والمعاملات فهو أمر جائز مندوب إليه ولاالتفات لمن رده من تعصبه وجهله. فقد نقل الشيخ المناوى رحمه الله تعالى فى الشرح الكبير على الجامع الصغير عن

للامام العلامة العارف باللہ ناصح الامة قدوة المحققين
سیدی عبدالغنی آفندی النابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(م ۱۱۴۳ھ)

المکتبة النوریة الرضویة
بالجامع البغدادی، گلبرگ اے لائلپور، پاکستان

ومما يحث المريد على اتخاذ الشيخ الحى مسترشدا منه او الميت مستمدا منه ما نقله الشيخ عبدالوهاب الشعراوى رحمه الله تعالى فى كتابه العهود المحمدية : ان معروف الكرخى كان يقول لأصحابه : إذا كان لكم الى الله تعالى حاجة فاقسموا عليه بى ولا تقسموا عليه به تعالى . فقيل له فى ذلك فقال : هؤلاء لا يعرفون الله تعالى فلم يجبهم، ولو أنهم عرفوه لأجابهم. وكذلك وقع لسيدى محمد الحنفى الشاذلى انه كان يعدى من مصر إلى الروضة ماشياً على الماء هو وجماعته فكان يقول لهم : قولوا ياحنفى . وامشوا خلفى وإياكم ان تقولوا يا الله ! تغرقوا. فخالف شخص منهم وقال : يا الله فزلقت رجله فنزل الى لحيته فى الماء فالتفت اليه الشيخ وقال : يا ولدى انك لا تعرف الله تعالى حتى تمشى باسمه على الماء ، فاصبر حتى اعرفك بعظمة الله تعالى . ثم اسقط الوسائط انتهى .

وفى الجملة فاتخاذ الشيخ الحى أن وجد ، وإلا فالميت أولى. والكل أموات لماقدمناه من اشارة قوله تعالى: (انك ميت وانهم ميتون) فافهم ترشد إن شاء الله تعالى ولا تعترض تكن من الهالكين . فان الله تعالى يغار لاوليائه إذا انتهكت حرماتهم أشد غيرة ولا إله غيره انه لقول فصل وماهو بالهزل انهم يكيدون كيدا واكيد كيدا فمهل الكافرين امهلهم رويدا .

وأما هذه الطبول والنايات وهذه الأعلام والرأيات التى تتقيد بها الفقراء اليوم وهذه الأوقات التى اخترعتها مشايخ هذا الزمان فان جميعها جهل ولهو وبطالة لاينبغى للشيخ المرشد أن يعملها ولا أن يقر عليها لمايترتب عليها من مفسدة الغرور بغير الله تعالى والأعراض عن طلب العلم النافع والاجتهاد فى سنن سيد المرسلين ﷺ وإن كنا نحن لا ننكرها عل الكاملين العارفين إذا صدرت منهم (قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لايعلمون إنما يتذكر أو لوالألباب) .

وأما الاجتماع وذكر الله تعالى الصحيح الخالى من اللحن مع الأدب والخشوع بعد معرفة الواجب من الاعتقاد الموافق ، والواجب من كيفية الأعمال الصالحة فى العبادات والمعاملات فهو أمر جائز مندوب إليه ولاالتفات لمن رده من تعصبه وجهله. فقد نقل الشيخ المناوى رحمه الله تعالى فى الشرح الكبير على الجامع الصغير عن

قال اللہ تعالیٰ

كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا قال يمريم انى لك هذا قالت هو
من عند الله ط ان الله يرزق من يشاء بغير حساب

آیت بالا سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ سے کرامتوں کا صدور ہوتا ہے اور ذکر فرمانے سے معلوم ہوا کہ
کرامات کا ذکر کرنا منافع دینیہ کیلئے مطلوب ہے اور مقصود یعنی تحصیل رضا و تقویت ایمان میں معین ہے اس لئے کتاب

جمال الاولیاء

ترجمہ کتاب لامع علامات الاولیاء جو تلخیص ہے جامع کرامات الاولیاء مؤلفہ شیخ
یوسف بن اسمٰعیل نبہانی کی جس کی تالیف کا اختتام ۱۳۲۴ھ میں ہوا۔ اور
۱۳۲۹ھ میں مصر میں طبع ہوئی ہے۔
جس کے معتد بہ حصہ کی تلخیص ایک خاص معیار پر
حضرت اقدس حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی ادام اللہ
فیوضہم نے فرمائی اور حضرت دام ظلہم العالی کے ارشاد سے بقیہ کتاب کی تلخیص اسی معیار پر
اور کل کا ترجمہ احقر جمیل احمد تھانوی نے کیا۔

(منگانے کا پتہ)

مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور

ہوئی ہے (۳۲) نفح الطیب مؤلفہ شہاب احمد المقری متوفی ۱۰۴۱ھ (۳۳) خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن
الحادی عشر مؤلفہ محبی جن کی وفات انکے وطن دمشق میں ۱۱۱۱ھ میں ہوئی ہے (۳۴) سلک الدرر فی
اعیان القرن الثانی عشر مؤلفہ سید محمد خلیل مرادی مفتی شام متوفی ۱۲۰۶ھ (۳۵) تاریخ مصر
مؤلفہ عبدالرحمن بن حسن الجبرتی متوفی ۱۲۳۷ھ (۳۶) شرح الطریقۃ المحمدیہ مؤلفہ سیدی عارف باللہ
شیخ عبدالغنی نابلسی ۱۱۴۳ھ (۳۷) شرح قصیدہ بردہ مؤلفہ شیخ حسن عدوی بصری جن کا
انتقال مصر میں ۱۳۰۳ھ میں ہوا ہے (۳۸) الحدائق الوردیہ فی اجلاء النقشبندیہ مؤلفہ عالم فاضل شیخ
عبدالمجید صاحب ابن شیخ علامہ مرشد محمد الخانی نقشبندی رح جنکا انتقال قسطنطنیہ میں ۱۳۱۷ھ میں ہوا
ہے۔ (۳۹) مناقب القطب الکبیر سیدی شمس الدین حنفی مصری مؤلفہ شیخ علی بن عمر البتنونی خلیفہ
حضرت موصوف مگر چونکہ امام شعرانی نے اپنی کتاب میں اسکی تلخیص کرلی ہے۔ اس لئے میں نے
اسکے مضامین کو صرف طبقات شعرانی سے ہی نقل کرلینے کو کافی سمجھ لیا ہے (۴۰) عمدۃ التحقیق فی بشائر
آل الصدیق مؤلفہ شیخ ابراہیم عبیدی مالکی (۴۱) مناقب القطب شمس الدین حنفی مصری مؤلفہ شیخ حسن
شمہ مصری خوی شاگرد قطب صاحب موصوف (۴۲) مناقب سیدی القطب شیخ محمد الجسر
طرابلسی مؤلفہ شیخ حسین صاحبزادہ حضرت ممدوح جو ابتک حیات ہیں (۴۳) خود میری اپنی کتاب
حجۃ اللہ علی العالمین، اور یہاں امام سبکی کی طبقات کے حوالہ سے جو کچھ ذکر کیا گیا ہے وہ اسی اپنی
کتاب میں سے نقل کرلیا ہے کیونکہ (یہ کتاب ابتک طبع نہیں ہوئی ہے اور) مصر میں ایک صاحب نے
اس کتاب کو طبع کرنے کیلئے مانگ لیا تھا پھر نہ انہوں نے واپس کی اور نہ ابتک طبع کی بس اللہ تعالی ہے
ہی ہر کام میں اعانت کی درخواست ہے غرض یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جنکی نقل ہر واقعہ کی نقل
ہے اور پھر ان کے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں انکے معتبر ہونے
پر اتفاق ہو چکا ہے اور ان کے علاوہ کہیں کہیں کسی اور کتاب سے بھی لیا ہے تو وہاں اس کے مؤلف کا نام
بھی ذکر کردیا ہے اور بعض کرامتیں کئی کتابوں میں بیان ہیں تو میں نے کسی ایک کے حوالہ کو کافی سمجھا ہے
مثلاً ایک کرامت طبقات مناوی میں ملی پھر وہاں سے نقل کرنے کے بعد وہی طبقات زبیدی یمنی میں ملگئی جن کا
زمانہ مناوی سے پہلے کا ہے یا یہ کہ زبیدی رح کی کتاب میں دیکھی پھر وہی کرامت یافعی کی کتابوں میں پائی جو
ان سے بھی پہلے کے ہیں تو میں نے اگرچہ وہ صاحب جن سے نقل کیا بعد کے ہیں اسی حوالہ کو جو پہلے

هدية العارفين

اسماء المؤلفين وآثار المصنفين

المجلد الاول

مؤلفه

اسماعيل باشا البغدادي

طبع بعناية وكالة المعارف الجليلة في مطبعتها البهية

استانبول

سنة ١٩٥١

اعادت طبعه بالاوفست

دار إحياء التراث العربي

بيروت - لبنان

اثنين وسبعين وخمسمائة. صنف مختصر ضياء القلوب لابي الفتح الرازي في التفسير اختصارا حسنا .

الازدي — عبدالغني بن سعيد بن علي بن بشير بن مروان ابن عبدالعزيز الازدي الحافظ ابو محمد المقدسي ثم المصري ولد سنة ٣٣٣ وتوفي سنة ٤٠٩ تسع واربعمائة. من تصانيفه آداب المحدثين . كتاب الغوامض . كتاب المتوارين. المختلف والمؤتلف في مشتبه اسماء الرجال . مشتبه النسبة . كتاب الغوامض

ابن سرور المقدسي — عبدالغني بن عبدالواحد بن علي بن سرور الجماعيلي تقي الدين ابو محمد المقدسي ثم الدمشقي الحنبلي ولد سنة ٥٤١ وتوفي بمصر سنة ٦٠٠ . من تصانيفه فضائل خير البرية في مجلد. الاربعين بالاربعين. الاربعين من كلام رب العالمين . اعتقاد الامام الشافعي . الاقتصاد في الاعتقاد . الاقسام التي اقسم بها النبي عليه السلام. الامر بالمعروف والنهي عن المنكر . تبيين الاصابة لاوهام حصلت في معرفة الصحابة. تحفة الطالبين في الجهاد والمجاهدين. الجامع الصغير لاحكام البشير النذير . الدرة المضية في سير النبوه . درر الاثر في تسعة اجزاء . الصلات من الاحياء للاموات . كتاب الاسرى في جزئين . كتاب التهجد . كتاب الجهاد . كتاب الحكايات . كتاب الذكر في جزئين . كتاب الروضة اربعة اجزاء . كتاب الصفات في جزئين . كتاب الفرج في جزئين . كتاب المواقيت . فضائل الحج . فضائل ذي الحجة . فضائل الصدقة . فضائل مكة. المصباح في عيون الاحاديث الصحاح . عدة الحكام في شرح عمدة الاحكام له . العمدة في الاحكام في معالم الحلال والحرام عن خير الانام محمد عليه الصلاة والسلام . عمدة المحدثين الكمال في معرفة الرجال . كتاب المحنة على امام اهل السنة وتقدمه الى الجنة في مناقب الامام احمد حنبل رحمه الله . النصيحة في الادعية الصحيحة . نهاية المراد من كلام خير العباد . اليواقيت في المواقيت وغير ذلك .

ابن تيمية — عبدالغني بن فخر الدين محمد بن ابي القاسم الخضر بن محمد بن تيمية الحراني سيف الدين ابو محمد الحنبلي الخطيب بحران ولد سنة ٥٨١ وتوفي سنة ٦٣٩ تسع وثلاثين وستمائة . صنف اهداء القرب الى ساكني الترب . الزوائد على تفسير الوالد في تفسير القرآن .

الهيتي — عبدالغني بن يوسف بن احمد المصري الهيتي

زين الدين الشافعي المقري المتوفى سنة ٨٨٦ ست وثمانين وثمانمائة. له بهجة المقرين في معرفة احكام النون الساكنة والتنوين .

التلمساني — عبدالغني بن عبدالجليل العارف بالله التلمساني الصوفي الحنفي المتوفى سنة ... له ذريعة الوصول الى زيارة جناب حضرة الرسول صلى الله عليه وسلم . في شرح الوترية . شرح منازل السائرين .

*ابن اميرشاه — عبدالغني بن اميرشاه بن محمود البولوي الرومي الحنفي القاضي بمصر توفي راجعا من مصر في بروسه سنة ٩٩٥ خمس وتسعين وتسعمائة له تعليقات على هوامش البيضاوي . حاشية على شرح تجريد العقائد . فضائل الشام .

الاردبيلي — عبدالغني بن عبدالله الاردبيلي المتوفى سنة .. له شرح منهاج الوصول الى علم الاصول للبيضاوي .

الازهري — عبدالغني بن محمد بن عمر الازهري المصري الشافعي المتوفى سنة ... صنف الدرر في حديث سيد البشر .

اللاهوري — عبدالغني بن .. اللاهوري الهندي الحنفي القادري نزيل قسطنطينية صنف فتوح الاسرار فارسي في التصوف الفه للسلطان احمد خان الاول سنة ١٠١٧ .

*النابلسي — عبدالغني بن اسماعيل بن عبدالغني بن اسماعيل ابن احمد بن ابراهيم النابلسي الدمشقي العارف بالله الحنفي الصوفي النقشبندي القادري ولد بدمشق سنة ١٠٥٠ وتوفي بها سنة ١١٤٣ . من تصانيفه . ابانة النص في مسألة القص اي اللحية. الابتهاج في مناسك الحاج . الابيات الوزانية في ملوك الدولة العثمانية . اتحاف الساري في زيارة الشيخ مدوك الفزاري . اتحاف من بادر الى حكم النوشادر . الاجوبة الانسية عن الاسئلة القدسية . الاجوبة الستة عن الاسئلة الستة . الاجوبة المنظومة عن الاسئلة المعلومة . احترام الخبز وشكر النعمة عليه وعدم اهانته بنحو دوسه بقدميه . ارشاد المتمل في تبليغ خبر المصلي . ازالة الخفا عن حلية المصطفى صلعم . اسباغ المنة في انهار الجنة . اشتباك الاسنة في الجواب عن الفرض والسنة اشراق المعالم في احكام المظالم . اطلاق القيود شرح مرآة الوجود . انس الحافر في معنى من قال انا مؤمن فهو كافر . الانوار الالهية شرح مقدمة السنوسية. انوار السلوك في اسرار الملوك . انوار الشموس في خطب الدروس . ايضاح الدلالات في سماع الآلات . ايضاح المقصود من معنى وحدة الوجود .

هداية المريد ونهاية السعيد . بذل الاحسان في تحقيق معنى
الانسان . بذل الصلات في بيان الصلاة . برهان الثبوت في تبرئة
هاروت وماروت . بسط القواعين بالوعيد في بيان الحقيقة
والمجاز في التوحيد . تحية الله خير بعد الفناء في السير . بغية
المكتفي في جواز الخف الحنفي . بواطن القرآن ومواطن
الفرقان . تثبت القدمين في سؤال الملكين . تحرير الحاوي
بشرح تفسير البيضاوي . تحرير عين الاثبات في تقرير عين
الاثبات . تحريك الاقليد في فتح باب التوحيد . تحريك سلسلة
الوداد في مسئلة خلق العباد . تحصيل الاجر في اذان الفجر .
تحفة الراكع الساجد في جواز الاعتكاف في فناء المساجد .
تحفة النابلسية في الرحلة الطرابلسية . تحفة الناسك في بيان
المناسك . تحقيق الانتصار في اتفاق الاشعري والماتريدية على
الاختيار . تحفة الذوق والرشف في معنى المخالفة الواقعة بين
اهل الكشف . تحقيق القضية في الفرق بين الرشوة والهدية .
تحقيق معنى المعبود في صورة كل معبود . تحقيق النظر في تحقيق
النظر . تخيير العباد في سكنى البلاد . تشحيذ الاذهان في تطهير
الادهان . تشريف التعريف في تنزيه القرآن عن التحريف .
تطييب النفوس في حكم المقادم والرؤس . تعطير الانام في تعبير
المنام مطبوع . تكميل الصور شرح عقد الدرر فيما يفتى به على
قول زفر . تقريب الكلام على الافهام في معنى وحدة الوجود .
تكميل النعوت في لزوم البيوت . تنبيه الافهام على عدة الحكام
شرح منظومة الحموي . تنبيه من النوم في مواجيد القوم .
تنبيه من يلهو عن صحة الذكر بالاسم هو . توريث المواريث
في الدلالة على موضع الاحاديث في اطراف الكتب الستة .
التوفيق الجلي بين الاشعري والحنبلي . توفيق الرتبة في تحقيق
الخطبة . ثواب المدرك لزيارة الست زينب والشيخ مدرك .
جمع الاسرار ومنع الاشرار عن الطعن لصوفية الاخيار . جمع
الاشكال ومنع الاشكال عن عبارة تفسير البغوي . الجواب التام
عن حقيقة الكلام . الجواب الشريف للحضرة الشريفة ان
مذهب ابي يوسف ومحمد هو مذهب ابي حنيفة . الجواب العلي
عن حال الولي . الجواب عن الاسئلة المائة واحدى وستين .
الجواب المعتمد عن سؤالات اهل صفد . الجواب المنثور
والمنظوم عن سؤال المفهوم . جواهر النصوص في حل كلمات
الفصوص . الجوهر الكلي في شرح عمدة المصلي . الحاصل
في الملك والمحصول في الفلك في اخلاق النبوة والرسالة والخلافة

والملك . الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية . حق اليقين
وهداية المتقين . الحقيقة والمجاز في رحلة بلاد الشام ومصر والحجاز .
حلاوة الآلاء في التعبير اجمالا . حلة الذهب الابريز في رحلة
بعلبك والبقاع العزيز . حلية العاري في صفات الباري . الحوض
المورود في زيارة الشيخ يوسف والشيخ محمود . الحضرة الانسية
في الرحلة القدسية . خلاصة التحقيق في حكم التقليد والتلفيق
خمرة بابل وغناء البلابل في الغزليات . خمرة الحان ورنة الالحان
شرح رسالة الشيخ رسلان . دفع الاختلاف من كلام القاضي
والكشاف . دفع الابهام ورفع الايهام جواب سؤال . ديوان
الحقائق وميدان الرقائق . ديوان الالهيات . ديوان المدائح
المطلقة في المراسلات والالغاز . ذخائر المواريث في الدلالة على
مواضع الاحاديث . رائحة الجنة شرح اضاءة الدجنة . ربح
الافادات في ربع العبادات . رد التعنيف على المعنف واثبات جهل
المصنف . رد الجاهل الى الصواب في جواز اضافة التأثير الى
الاسباب . رد الحجج الداحضة على عصبة الغي الرافضة . رد المتين
على المنتقص[1] العارف محيي الدين . رد المفترى على الطعن الششتري .
الرد الوفي على جواب الحصكفي في الخف . الرسوخ في مقام الشيوخ
رشحات الاقلام شرح كفاية الغلام . رفع الاشتباه عن علمية
اسم الله . رفع الريب عن حضرة الغيب . رفع الستور عن متعلق
الجار والمجرور . رفع الضرورة عن حج الصيرورة . رفع العناد
عن حكم التفويض والاسناد . رفع الكساء عن عبارة البيضاوي
في سورة النساء . ركوب التقييد بالاذعان في وجوب التقليد
في الايمان . رنة النسيم وغنة الرخيم . روض الانام في بيان
الاجازة في المنام . روض المعطار برونق الاشعار . زبدة الفائدة
في الجواب عن الاسئلة الواردة . زهر الحديقة في ترجمة رجال
الطريقة . زيادة البسطة في بيان العلم نقطة . السانحات النابلسية
والسارحات الانسية . السر المختبي في ضريح ابن العربي . سرعة
الانباء لمسئلة الاشتباه . سلوى النديم وتذكرة العديم . الشمس
على جناح الطائر في مقام الواقف السائر . صدح الحمامة في
شروط الامامة . الصراط السوي شرح ديباجة المثنوي .
صرف الاعنة الى عقائد اهل السنة . صرف العنان الى قراءة
حفص بن سليمان . صفوة الاصفياء في بيان الفضيلة بين الانبياء .
صفوة الضمير في نصرة الوزير . الصلح بين الاخوان في حكم
اباحة الدخان . الطلعة البدرية في شرح القصيدة المضرية . طلوع
الصباح على خطبة المصباح . الظل الممدود في معنى وحدة

[1] لعله (منتقص)

الوجود . العبير في التعبير . عذر الائمة في نصح الامة . العقد النظيم في القدر العظيم . شرح بيت من بردة المديح . العقود اللؤلؤية في طريق المولوية. علم الملاحة في علم الفلاحة. عيون الامثال لعديم الامثال. غاية الاجازة في تكرار الصلاة على الجنازة . غاية المطلوب في محبة المحبوب. غيث القبول هما في معنى جملاله شركاء فيما آتاهما. الغيث المنبجس في حكم المصبوغ بالنجس. فتح الاغلاق في مسئلة على الطلاق . الفتح الربانى والفيض الرحمانى . فتح المعين عن الفرق بين التسميتين اعنى المسلمين والنصارى . فتح الكبير بفتح راء التكبير . فتح المعبد المبدى شرح منظومة سعدى افندى. الفتح المكى واللمح الملكى. فتح الكريم الوهاب في العلوم المستفادة من الناى والشباب . الفتوحات المدنية في الحضرات المحمدية . قطرة السماء الوجود ونظرة العلماء الشهود . قلائد الفرائد في موائد الفوائد في الفروع . قلائد المرجان في عقائد الايمان. القول الابين في شرح عقيدة ابن مدين. القول السديد في جواز خلف الوعيد والرد على الرجل العنيد القول القاسم في قراءة حفص عن عاصم . القول المختار في الرد على الجاهل المحتار . القول المعتبر في بيان النظر . الكنابة العلية على الرسالة الخيلاطية . كتاب الوجود والحق والخطاب والصدق . كشف الستر عن فريضة الوتر . كشف السر الغامض شرح ديوان ابن الفارض . كشف النور عن اصحاب القبور . الكشف عن الاغلاط التسعة من بيت الساعة . الكشف والتبيان عما يتعلق بالنسيان . كفاية الغلام في اركان الاسلام . كفاية المستفيد في علم التجويد . الكشف والبيان عن اسرار الاديان . كنز الحق المبين في احاديث سيد المرسلين . الكوكب السارى في حقيقة الجزء الاختيارى. الكواكب المشرقة في حكم استعمال المنطقة من الفضة . كوكب الصبح في ازالة القبح . كوكب المبانى وموكب المعانى شرح صلوات سيدى عبدالقادر الكيلانى . كوكب المتلالى شرح قصيدة الغزالى . الكوكب الوقاد في حسن الاعتقاد. لطائف الانسية على عقيدة السنوسية. لمات الانوار في المقطوع لهم بالجنة والمقطوع لهم بالنار لمعات البرق النجدى شرح تجليات محمود افندى . لمعة النور المضية شرح الابيات السبعة الزائدة من الخمرية الفارضية. اللؤلؤ المكنون في حكم الاخبار انما سيكون . المجالس الشامية في مواعظ اهل البلاد الرومية. مخرج المتق ومنهج المرتق. المطالب الوفية شرح

الفوائد السنية . المعارف الغيبية شرح عينية الجيلية . مفاتيح القلوب في علم الحضور والغيوب . مفتاح الفتوح في مشكاة الجسم وزجاجة النفس ومصباح الروح . مفتاح المعية شرح الرسالة النقشبندية . المقاصد الممحصة في بيان كى الحمصة المقامات الاسنى في امتزاج الاسما. مليح البديع في مديح الشفيع بديعية . مناجاة القديم ومناجاة الحكيم . نتيجة العلوم ونصيحة علماء الرسوم. نخبة المسئلة شرح التحفة المرسلة. نزهة القدمين في سؤال الملكين . نزهة الواجد في الصلاة على الجنازة في المساجد . نسمات الاسحار في مدح النبي المختار . نسيم الربيع في التجاذب البديعى. النظر المشرف في معنى قول الشيخ عمر بن الفارض عرفت ام لم تعرف . النعم السوابغ في احرام المدنى من رابغ . نفحات الازهار على نسمات الاسحار النفحات المنتشرة في الجواب عن الاسئلة العشرة . نفحة القبول في مدحة الرسول . نفخة الصور ونفحة الزهور في شرح قبضة النور. نقود الصرر شرح عقود الدرر فيما يفتى به من اقوال الامام زفر للسيد احمد الحموى. النوافح الفائحة بروائح الرؤيا الصالحة. نور الافئدة في شرح المرشدة لابن الهيث. نهاية السول في حلية الرسول صلعم . نهاية المراد شرح هدية ابن العماد في الفروع . وسائل التحقيق في رسائل التدقيق في مكاتبات العلمية . هدية الفقير وتحية الوزير . يوانع الرطب في بدايع الخطب . شرح منظومة القاضى محب الدين . رسالة في تعبير رؤيا سئل عنها رسالة في جواب سؤال ورد من بيت المقدس. رسالة في جواب سؤال ورد من مكة المشرفة . رسالة في جواب سؤال ورد من بطريق النصارى في التوحيد . رسالة في سؤال عن حديث نبوى . رسالة في الحث على الجهاد . رسالة في حكم المستعير من الحكام . رسالة في حل نكاح المتعة على الشريعة. رسالة في قوله صلعم من صلى على صلاة واحدة صلى الله عليه عشرا . رسالة في كى الحمصة . (٢١٤) رسالة في معنى بيتين رأت قمر السماء وذكرتنى . وغير ذلك .

السوداني — عبدالغنى بن محمد السودانى من قرن الثانى عشر له الدر المنظم في شرح السلم توفى سنة ١١٥١ .

القنيمي — عبدالغنى بن . القنيمى الميدانى الحنفى صنف اللباب في شرح الكتاب اعنى مختصر القدورى في الفروع فرغ منها في ٧ محرم سنة ١٢٦٨ . في مجلد طبع بالقسطنطينية ومات سنة ١٢٧٤ .

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ
[القرآن الحکیم]
تذکرہ صوفیائے میوات
۱۹۶۷ء
اسلامی ہند کی تاریخ کا بھولا ہوا ایک اہم باب
تالیف
محمد حبیب الرحمٰن خاں میواتی
مکتبہ مدنیہ
اُردو بازار لاہور

پیش لفظ

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرۃ سیّد نفیس الحسینی صاحب مدّظلّہ العالی
خلیفہ ارشد قطب الاقطاب حضرۃ مولانا شاہ عبد القادر رائپوری قدس سرہٗ

"تذکرۂ صوفیائے میوات" ہمارے محترم دوست مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب میواتی کی تالیف ہے۔ مولانا موصوف تاریخ کے ایک بلند پایہ فاضل ہونے کے علاوہ ایک مستند عالمِ دین بھی ہیں گہوارۂ علومِ دہلی میں انھوں نے تعلیم پائی۔ برِّصغیر کے بلند پایہ عربی شاعر اور ہمارے مکرم و محترم دوست حضرۃ مولانا عبد المنّان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز تلامذہ میں سے ہیں۔ ان کی یہ محنت و کوشش لائق صد تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے علم و عمل اور عمرِ عزیز میں برکت عطا فرمائے۔

"علاقۂ میوات" کی اسلامی تاریخ بہت پرانی ہے۔ بڑے بڑے مشائخِ کرام و علماءِ دین اس سرزمین سے اٹھے ہیں۔ زمانۂ حال میں تو اس علاقہ کی شہرت و ناموری کے سلسلے عالمگیر ہو چکے ہیں۔ بانیٔ سلسلۂ تبلیغ قطبِ زمانہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر میوات کی ہدایت کے لیے مامور فرمایا۔ جس کے نتیجے میں علاقۂ میوات میں رشد و ہدایت کے چشمے جاری ہوئے۔ آج یہ علاقہ سلسلۂ تبلیغ میں سب سے زیادہ موثّر ثابت ہو رہا ہے۔ میواتی مبلّغین دنیا کے کونے کونے میں پہنچ کر اعلاءِ کلمۃ اللہ کا

حضرت شاہ نصر اللہ نصرتی

ولادت :- ۱۰۷۷ھ ۱۶۶۶ء مہم، ضلع روہتک ۔

وفات :- ۱۴/رجب (سن نامعلوم)

مدفن :- مہم، ضلع رہتک ۔

آپ مہم، ضلع کے مشہور تاریخی خاندان خانوادۂ صدیقی کے ایک اہم رکن ہیں ۔ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد حکومت میں تولد ہوئے، ۱۸۵۷ء اور ۱۹۴۷ء کے حوادث میں ایک مثنوی موسوم بہ 'جنون المجانین' کے علاوہ آپ سے متعلق تحریری مواد تمام غارت ہوگیا اصل کارنامے محو ہو چکے مگر خرق عادات واقعات کا ایک انبار رہ گیا ہے، عوام اسے ہی شان ولی اللہی سمجھتے ہیں مثلاً :-

حضرت شاہ نصر اللہ ؒ کے بھتیجے شاہ نجم اللہ دھلی کے قلعۂ معلیٰ میں کتاب دار یعنی شاہی کتب خانے کے ناظم تھے ایک روز شاہ نصر اللہ اس کتب خانے میں تشریف لے گئے اور ایک کتاب طلب فرمائی، شاہ نجم اللہ ؒ نے کتابوں کی ایک گڈی پر چڑھ کر اوپر سے وہ کتاب اتار دی، اس گڈی میں کلام پاک کا ایک نسخہ بھی تھا، اس جسارت پر آپ نے سرزنش فرمائی، نوجوان شاہ نجم اللہ نے کہا: "اگر قرآن پر قرآن رکھ دیا جائے تو کیا حرج ہے"۔ اس غرور، زہد و علم پر آپ نے اظہار ناراضگی فرمایا، اور کہا کہ اگر تمہیں اپنے علم پر اس قدر ناز ہے تو آؤ اور قرآن کی پہلی سورت سناؤ، اس پر شاہ نجم اللہ ؒ اس قدر حواس باختہ ہوئے کہ بسم اللہ بھی بھول گئے، متصوفانہ زبان میں یوں کہئے کہ مرشد نے جو کچھ سکھایا وہ اپنے تصرف باطنی سے واپس لے لیا۔ بھتیجے سے کہا کہ تم اس منصب کے لائق نہیں، میرے ساتھ چلو ۔

ایک روز ایک مرید ہم سفر تھا، راستہ میں دریا پڑا، شاہ نصر اللہ نے فرمایا: میرا ہاتھ تھام لے اور نصر اللہ کا ورد کرتا چل، عین منجدھار میں پہنچے تھے کہ مُرید نے پیرومرشد کو اللہ کے نام کا ورد کرتے سُنا تو وہ بھی بجائے نصر اللہ کے 'اللہ اللہ' کہنے لگا، مگر فوراً ہی ڈبکیاں لینے لگا، آپ نے اسے بازو سے سہارا دیا اور فرمایا: "تجھے کیا معلوم کہ اللہ کیا ہے، تو نصر اللہ کہتا چل، اس نے نصر اللہ کا ورد شروع کر دیا اور دونوں دریا کو پار کر گئے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دیا کرتے تھے ..... آپ کی چچازاد بہن بی بی ساجدہ زوجۂ شاہ لطف اللہ سہ ہزاری و نائب گورنر لاہور، کئی روز تک اصرار کرتی رہی کہ زیارت کرائی جائے، ایک دن آپ نے فرمایا: اچھا تو لال جوڑا پہن کر خوشبو لگا لے، میں ابھی آیا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے شوق میں یہ خاتون سج دھج کر بیٹھ گئیں، آپ باہر سے ان کے خاوند شاہ لطف اللہ کو بلا لائے اور فرمایا: "لطف اللہ! تیری بیوی کا دل تجھ سے بھر گیا ہے، دیکھ یہ دوسرے بیاہ کی تیاری کر رہی ہے"۔ ان الفاظ نے اس عفیفہ پر بجلی کا کام کیا، وہ رونے لگیں اور روتے روتے سو گئیں اور زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئیں۔ وغیرہ۔ مگر ایسے واقعات سے سیر و سوانح مرتب نہیں کی جا سکتی۔

اس سلسلے میں آپ کی فارسی مثنوی جنون المجانین سے آپ کے حالات و معتقدات کا کچھ علم ہوتا ہے[1]

مثنوی کی شہادت ہے کہ اس کے مصنف کا نام نصر اللہ اور تخلص نصرتی تھا، فنا فی الرسول ہونے کے باعث اپنے آپ کو غلام احمد اور فانی فی اللہ ہونے کی حیثیت

---

[1] ص ۹۴ مآثر الاجداد

اِمدادُ المُشتاق

الیٰ

اشرف الاخلاق

تصنیف و تالیف

حکیم الامت حضرت مولینا اشرف علی صاحب تھانویؒ

تذکرہ

حضرت الحاج شاہ محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

جیسا کہ عارفین کرتے ہیں اور اس سے محض عبادت مقصود ہے کیونکہ دعا میں تذلل ہے

اور تذلل ہے اور تذلل حق تعالیٰ کو محبوب ہے لہذا الدعاء مخ العبادۃ وارد ہوا ہے

(حاشیہ) قولہ دعائے عبادت اقول مراد عبدیت و تذلل یعنی محض اظہار عبدیت ہی

مقصود ہو اور دوسرے اقسام میں جو دوسرے اوصاف ہیں وہ نہ ہوں ۱۲ منہ

(۴۳) ایک دن حضرت شاہ حاجی امام الدینؒ علیل ہوئے اور آہ آہ کرنے لگے حضرت مفتی الٰہی بخش صاحب برادر حاجی صاحب کہ نسبت ارادت بھی حاجی صاحب سے رکھتے تھے عیادت کو آئے اور کہا آہ آہ کیوں کرتے ہو اللہ اللہ کرو انہوں نے کچھ خیال نہ کیا اور آہ میں مشغول رہے ایک دن اتفاقاً حضرت مفتی صاحب بھی اسی درد میں مبتلا ہوئے اور اللہ اللہ کرنے لگے اور آہ منہ سے نہ نکالا حضرت شاہ صاحب نے تشریف لا کر فرمایا کہ جب تک آہ نہ کروگے صحت نہ ہوگی چنانچہ یہی ہوا کہ مرض ترقی کرتا گیا کسی طرح تخفیف نہ ہوئی۔ بالآخر مفتی صاحب نے آہ کرنا شروع کیا اور صحت حاصل ہوگئی۔ یہ مقام عبودیت تھا اور تذلل و عبدیت محبوب (خدا) کو محبوب ہے اور اسی میں رضا و تسلیم بھی مقصود ہے اور اللہ اللہ مقام الوہیت ہے (حاشیہ) قولہ اللہ اللہ مقام الوہیت ہے قول الوہیت سے مراد عروج اور عبودیت سے مراد نزول عارفین پہنچانتے ہیں کہ اس وقت مرض سے نزول مقصود ہے جب تک اس کے آثار کو اختیار نہیں کیا جاتا۔ اس مقصد کے انتظار میں مرض زائل نہیں ہوتا ۱۲ منہ

(۴۴) فرمایا کہ مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے البتہ جو زیادتیاں

اِمدادُ المُشتاق

الیٰ

اشرف الاخلاق

تصنیف و تالیف

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ

تذکرہ

حضرت الحاج شاہ محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

بصورت لطف جیسے کفار پر ہے (اس سے یہ ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو ہر گز یہ تمنا ہونا چاہیے کہ ہم بھی بڑے عہدے حاصل کریں ہم بھی فٹن پر سوار ہوں یہ فٹن نہیں ہے فتن ہے جس کا نام لوگوں نے ترقی رکھا ہے یہ فی الحقیقت قہر ہے جس کی صورت لطف کی ہے اور کبھی لطف ہوتا ہے بصورت قہر جیسے مقبولین کی مصائب اسی طرح اہل ایمان کی جو شکستگی اور پستی کی حالت ہے یہ لطف ہے گو صورت قہر ہے (پس اس شکستگی کو دل و جان سے اختیار کرنا چاہیے مولانا فرماتے ہیں۔

ناخوش تو خوش بود بر جان من دل فدائے یار دل رنجان من

یعنی جو آپ کی طرف سے ناخوشی پیش آوے وہ میرے لئے پسندیدہ ہے میرا دل میرے یار دل رنجان پر فدا ہے دل رنجان سے معلوم ہوا کہ دل کو رنج ضرور ہوتا ہے اور ایسے ہی ناخوش سے بھی معلوم ہوا کہ مصیبت جو پیش آتی ہے وہ رنج وہ ہے لیکن چونکہ نسبت آپ کی طرف ہے اس لیے وہ مجھ کو خوش معلوم ہوتی ہے عارف کامل کی یہی شان ہوتی ہے کہ رنج کی بات سے اس کو رنج ہوتا ہے لیکن وہ اس سے راضی ہے اور اس سے کوئی تعجب نہ کرے کہ رنج اور رضا کیسے جمع ہو گئے دیکھو کریلوں کے اندر مرچیں بہت ڈالی جاویں تو ان کے کھاتے بھی ہیں اور سی سی بھی کرتے جاتے ہیں اور ناک اور آنکھوں سے پانی بہت بہتا جا رہا ہے اور مزہ بھی آ رہا ہے پس لذت اور کلفت دونوں جمع ہو سکتی ہیں تو وہ یار گو دل رنجان ہیں مگر وہ اپنے کمالات سے ایسے ہیں کہ دل ان پر فدا ہے۔ الحاصل کلفت دنیا میں ہو یا آخرت میں وہ مسلمانوں کے لیے رحمت ہے) (امثال عبرت ص ۱۱۲)

(۳۶۷) میں نے حضرت حاجی صاحبؒ سے سنا ہے کہ ایک بزرگ مشغول بحق بیٹھے ہوئے تھے ایک کتا سامنے سے گذرا اتفاقاً اس پر نظر پڑ گئی ان بزرگ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ اس نگاہ کا اس کتے پر بھی اتنا اثر پڑا کہ جہاں وہ جاتا تھا اور کتے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتے تھے اور جہاں بیٹھتا سارے کتے حلقہ باندھ کر اس کے اردگرد بیٹھ

جاتے تھے پھر ہنس کر فرمایا کہ وہ کتوں کے لیے شیخ بن گیا۔ف بزرگوں کا عجب اثر ہوتا ہے اور عجیب برکت ہوتی ہے ایک بزرگ کے پاس ایک کتا آنے جانے لگا اس کا نام انہوں نے کلوا رکھا تھا ایک مرتبہ وہ کتا کئی دن نہ آیا بزرگ رقیق القلب ہوتے ہی ہیں اس کتے سے بھی تعلق ہو گیا تھا دریافت فرمایا کہ کلوا کئی دن سے نہیں آیا انہوں نے تو ویسے ہی معمولی طور سے دریافت کیا تھا لیکن مریدین و معتقدین اس کی تحقیقات اور تلاش کے درپے ہو گئے دیکھا کہ ایک کتیا کے پیچھے پیچھے پھر رہا ہے ان لوگوں نے آ کر بھی کہہ دیا کہ وہ تو ایک کتیا کے پیچھے پھر رہا ہے جب وہ کتا آیا تو ان بزرگ نے اس سے کہا کہ کیوں میاں تم بڑے نالائق ہو ہمارے پاس آتے جاتے ہو اور پھر بھی کتیا کے پیچھے پھرتے ہو یہ سن کر وہ کتا فوراً وہاں سے چل گیا تھوڑی دیر میں دیکھا گیا کہ ایک موری میں سر دیے ہوئے مرا ہوا پڑا ہے۔ دیکھئے جن کے فیوض جانوروں پر بھی ہوں ان سے انسان کیسے محروم رہ سکتا ہے۔ ہر گز مایوس نہ ہونا چاہیے ہاں وحسن ہونی چاہیے چاہے تھوڑی ہی ہو اصحاب کہف کی برکت سے ان کا کتا بھی ایسا مشرف ہوا کہ حق تعالیٰ نے کلام مجید میں اس کا ذکر فرمایا جس کو قیامت تک نمازوں میں پڑھا جائے گا۔ جب حق تعالیٰ کی عنایت کتے پر اس قدر ہوئی تو ہم پر کیوں نہ ہو گی (حسن العزیز ملفوظ نمبر ۳۵۷)

(۳۶۸) ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ نے دنیا و آخرت کی خوب مثال بیان فرمائی۔ فرمایا کہ دنیا و آخرت مثل شخص اور اس کے ظل کے ہیں کوئی سایہ کو پکڑنا چاہے ہاتھ نہیں آ سکتا اس کی یہی صورت ہے کہ اس شخص کو پکڑ لو کہ جس کا یہ سایہ ہے پھر دیکھو اگر تم اس سایہ کو دھکے بھی دو تب بھی نہ جائے گا اور یوں تو ساری عمر برباد کر دو گے بھی ہاتھ نہ آئے گا۔ اور اسی ظلیت سے ناشی ہے وہ واقعہ کہ سیدنا حضرت غوث الاعظمؒ نیز اور لطیف المزاج بزرگ جو لطیف و لذیذ کھانے کھایا کرتے تھے اور نہایت نفیس لباس پہنا کرتے تھے مگر اس کا اہتمام نہ تھا خود بخود حق تعالیٰ دے تو انکار بھی نہ تھا ؎ ہر چہ

کامل
فتاویٰ رشیدیہ
مبوب بطرزِ جدید
مصنف:
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ
مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

بلکہ مقصود اسماع ہوتا ہے نہ عقیدہ پس ان ہی اقسام سے کلمات مناجات واشعار بلکہ کان کے ہوتے ہیں کہ فی حد ذاتہ نہ شرک نہ معصیت مگر ہاں بوجہ موہم ہونے کے ان کلمات کا مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو مضر ہے اور فی حد ذاتہ ایہام بھی ہے بلکہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع ہے اور نہ اس کے مؤلف پر طعن ہو سکتا ہے اور کراہت موہوم ہونے کی بوجہ غلبہ محبت کے منجر ہو جاتی ہے مگر ایسی طرح پڑھنا اور پڑھوانا کہ اندیشہ عوام کا ہو بندہ پسند نہیں کرتا گو اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا۔ مگر خلاف مصلحت وقت کے جانتا ہے۔ مگر ہاں جس کلام میں صاف کلمات کفر ہو اس کو نہ سننا حلال ہے اور نہ سکوت روا ہے اگر قادر نہ ہو تو الگ ہو جاوے اور جو عالم باوجود قدرت کے اس کو رد نہ کرے یہ مداہنت ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

غیر اللہ سے پناہ مانگنا

سوال:۔ کتاب حیوۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ ابن سنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں لکھا ہے۔ روی ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ من حدیث داؤد بن الحصین عن عکرمۃ عن ابن عباس عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہ قال اذا کنت بواد تخاف فیہ الاسد فقل اعوذ ـــ بدانیال علیہ السلام و بالجب من شر الاسد حیوۃ الحیوان جلد اول ص۶ در بیان اسد[1] اور بعد چند سطور کے مرقوم ہے۔ فلما ابتلی دانیال علیہ السلام بالسباع اولا واخرا جعل اللہ تعالیٰ الاستعاذۃ بہ فی ذالک تمنع شر السباع التی لا تستطاع[2]

[1] ابن سنی نے کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں داود بن حصین کی روایت سے عکرمہ از ابن عباس کے ذریعہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ جب تم کسی جنگل میں ہو اور اس میں جنگل کا خوف ہو تو یوں کہہ کر میں پناہ مانگتا ہوں دانیال کی اور کنویں کی شیر کی برائی سے (حیوۃ الحیوان در بیان اسد)

[2] چونکہ دانیال علیہ السلام اول و آخر درندوں سے آزمائش میں ڈالے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے پناہ مانگنے کو اس بارہ میں ایسا قرار دیا کہ ان درندوں کے شر کو منع کرے جن کے دفع کی طاقت نہ رکھے۔

یہ عمل پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس روایت کا کیا جواب ہے اور استعاذہ بغیر اللہ تعالیٰ جائز ہے یا منع اور منع ہے تو شرک ہے یا کیا۔

جواب:۔ اگر روایت حیوٰۃ الحیوان کی صحیح ہے تو وجہ یہ ہے کہ اس لفظ میں یہ اثر حق تعالیٰ نے رکھا ہے چنانچہ عبارت دوسری حیوٰۃ الحیوان کی اس پر شاہد ہے کہ حق تعالیٰ نے استعاذہ بدانیال کو مانع شر سباع بنا دیا ہے اس سے خود ظاہر ہے کہ اس طرح کے کلام میں تاثیر رکھ دی ہے پس نہ حضرت دانیال وہاں موجود ہوتے ہیں نہ ان کو کچھ علم و خبر ہے نہ وہ دفع کرتے ہیں اس کلمہ کے اثر سے بامر تعالیٰ منع شر ہو جاتا ہے پس بایں معنی یہ سمجھ کر وقت ضرورت کے پڑھنا اسکا مباح ہوا۔ کیونکہ ایسی حالت میں استعاذہ بذریعہ دانیال حق تعالیٰ سے ہے تو تقدیر کلام یہ ہے کہ اعوذ باللہ تعالیٰ بوجاهة الدانیال[1] الخ اور اگر خود دانیال کو مفید عقیدہ کرے گا بدون تاویل تو یہاں بھی شرک ہوگا پس یہ عبارت اگرچہ موہم شرک ہے مگر بوجہ ضرورت اور ارتکاب مکروہ کے اباحت ہے جیسا توریہ اضطرار میں کرنا درست ہو جاتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

موہم شرک اشعار

سوال:۔ یہ مضمون شعراء ہے

محمد سر قدرت ہے کوئی رمز اسکی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفےٰ جانے
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے

خدا و مصطفےٰ کے کنہ میں ادراک عاجز ہے
محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفےٰ جانے

وہی ہے ایک دریا اسکی موجیں دونوں عالم ہیں
غریق قلزم عرفاں ہو جب یہ ماجرا جانے

احد نے صورت احمد میں اپنا جلوہ دکھلایا
بھلا پھر کس طرح سے کوئی اسکا مرتبہ جانے

---

[1] میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں دانیال کے توسط سے۔

تفسیر کمالین

شرح اردو

تفسیر جلالین

تفسیر

علامہ جلال الدین محلی و علامہ جلال الدین سیوطی

شرح

حضرت مولانا محمد نعیم دیوبندی صاحب
استاذ تفسیر دار العلوم دیوبند

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 021-32213768

لئے اس میں بڑی تسلی موجود ہے۔ تفسیر ثعلبی میں لکھا ہے کہ "و کلبھم باسط ذراعیہ بالوصید" لکھ کر اگر کوئی اپنے پاس رکھے تو کتوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔ لو اطلعت خفاجیؒ کہتے ہیں اگر یہ خطاب عام ہے تب تو کوئی اشکال نہیں لیکن اگر آنحضرت مراد ہیں تو ماننا پڑے گا کہ اصحاب کہف اب بھی اس حال میں موجود ہیں۔ حالانکہ بقول سہیلیؒ اس میں ابن عباسؓ کا خلاف ہے اور وہ اس بات کا انکار کرتے ہیں اگرچہ ابن عباسؓ کے علاوہ دوسرے حضرات اس کا اقرار کرتے ہیں۔ چنانچہ سعید بن جبیر ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم جب حضرت معاویہؓ کے ساتھ روم کی لڑائی پر گئے تو حضرت معاویہؓ کہنے لگے کہ اگر موقعہ ہو تو اصحاب کہف کو دیکھیں؟ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم سے بہتر شخصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب لو اطلعت علیھم لولیت منھم فرارا۔ کہہ دیا گیا ہے تو تم کیسے ہمت کرتے ہو؟ لیکن حضرت معاویہؓ نے کچھ آدمیوں کو اس طرف بھیج کر دیکھنے کی ہدایت کی مگر جب وہ لوگ غار کے پاس پہنچے تو ایک زور سے ہوا کا تھپیڑا آیا جس سے یہ لوگ واپس ہونے پر مجبور ہو گئے یا گرم لو لگنے سے ہلاک ہو گئے قائل منھم۔ رئیس اصحاب کہف مراد ہے جس کا نام مکسلمینا تھا۔ احدکم اس سے مراد یملیخا ہے۔ کم لبثتم صبح کو غار میں داخل ہونے اور شام کو جاگنے سے تو سمجھے کہ ایک ہی دن یا اس سے بھی کم گزرا ہے لیکن بال اور ناخن وغیرہ ہیت پر نظر ڈالی تو سمجھے کہ زیادہ مدت گزر گئی ہے۔ اسی کی نظیر واقعہ حضرت عزیزؑ میں آیت قال کم لبثت الخ میں گزر چکی ہے۔ الی المدینۃ اسلام سے پہلے اس شہر کا نام افسوس بضم الہمزہ وسکون الفاء تھا اور اسلام کے بعد طرطوس ہو گیا۔ ازکی طعاماً مفسر علامؒ نے ای اطعمۃ سے اشارہ کر دیا کہ ایہا کی ضمیر بتقدیر المضاف ، مدینہ کی طرف راجع ہے۔ اور طعاما کو تمیز بنایا جائے تو ان کھانوں کی طرف بھی ضمیر راجع ہو سکتی ہے جو ان کے ذہن میں تھے چونکہ عام طور پر وہاں کے باشندے مجوسی تھے جو بتوں کے نام پر ذبیحہ کرتے تھے البتہ کچھ لوگ دین حق کو بھی پوشیدہ طریقہ سے مانتے تھے اس لئے بقول ابن عباسؓ ازکـــــی کے معنی حلال کے ہیں اور مجاہدؒ کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ کسی بھی طریقہ سے وہ کھانا حرام اور ناجائز نہ ہو۔ ولیتلطف بلحاظ تعداد حروف کے یہ لفظ نصف القرآن ہے او یعیدوکم یا تو عود کے معنی محض صیرورت کے ہیں اور یا حقیقی معنی مراد ہوں کہ پہلے وہ نوجوان بھی اہل وطن کے طریقہ پر تھے بعد میں ایمان لائے ہوں گے اس لئے عود کہنا صحیح ہوا۔ ولن تفلحوا اس پر شبہ ہو سکتا ہے کہ اکراہ اور مجبوری کی حالت میں کوئی گرفت یا حرج نہیں ہونا چاہیئے؟ جواب یہ ہے کہ اس حالت میں مواخذہ نہ ہونا اسلامی شریعت کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ حدیث رفع عن امتی الخطاء والنسیان اور آیت وما اکرھتنا علیہ من السحر سے معلوم ہوتا ہے پس پہلی شریعتوں میں اس پر بھی گرفت ہوتی ہوگی۔ بطریق الخ قیاس اقتائی کے طریقہ پر یہ تقریر ہے۔ ربھم اعلم یہ کلام الٰہی ہے۔ یا کلام متنازعین ہے نجران یہ جگہ......... یمن اور حجاز کے درمیان پڑتی ہے۔ الا قـلـيـل ابن عباسؓ کے قول کی تائید حضرت علیؓ کے ارشاد سے بھی ہورہی ہے کہ اصحاب کہف سات ہیں جن کے نام یہ ہیں (۱) یملیخا (۲) مکسلمینا (۳) مشینا (۴) مرنوش (۵) دبرنوش (۶) شاذنوش (۷) ساتویں کا نام کفشطیطوش یا کفیشططیوش ہے جو ایک چرواہا تھا نوجوانوں کے ساتھ ہو لیا تھا لیکن کاشفیؒ نے اس کا نام مرطوش اصح قرار دیا ہے۔ اور نیشاپوریؒ، ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ اصحاب کہف کے نام لکھ کر تعویذ کے طریقہ پر استعمال کئے جائیں تو طلب اور فرار کے لئے مفید ہیں اور آگ بجھانے کے لئے کاغذ پر لکھ کر آگ میں ڈال دیا جائے اور رونے والے بچے کے تکیہ کے نیچے لکھ کر رکھ دیئے جائیں اور کھیتی باڑی میں برکت کے لئے ایک کاغذ پر لکھ کر کھیت کے بیچ میں ایک لکڑی پر ٹانگ دیا جائے اور تیسرے روز کے بخار کے لئے یا درد سر کے لئے، اسی طرح خوشحالی یا عزت یا بادشاہ کے سامنے جانے کے لئے داہنی ران پر اور ولادت کی سہولت کے لئے بائیں ران پر باندھنا چاہیئے۔ مال کی حفاظت یا دریائی سفر میں سلامتی اور قتل سے بچاؤ کے لئے بھی تعویذ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ اصحاب کہف، امام مہدیؒ کے ساتھ مل کر آخر زمانہ میں جہاد

شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل

مصنف
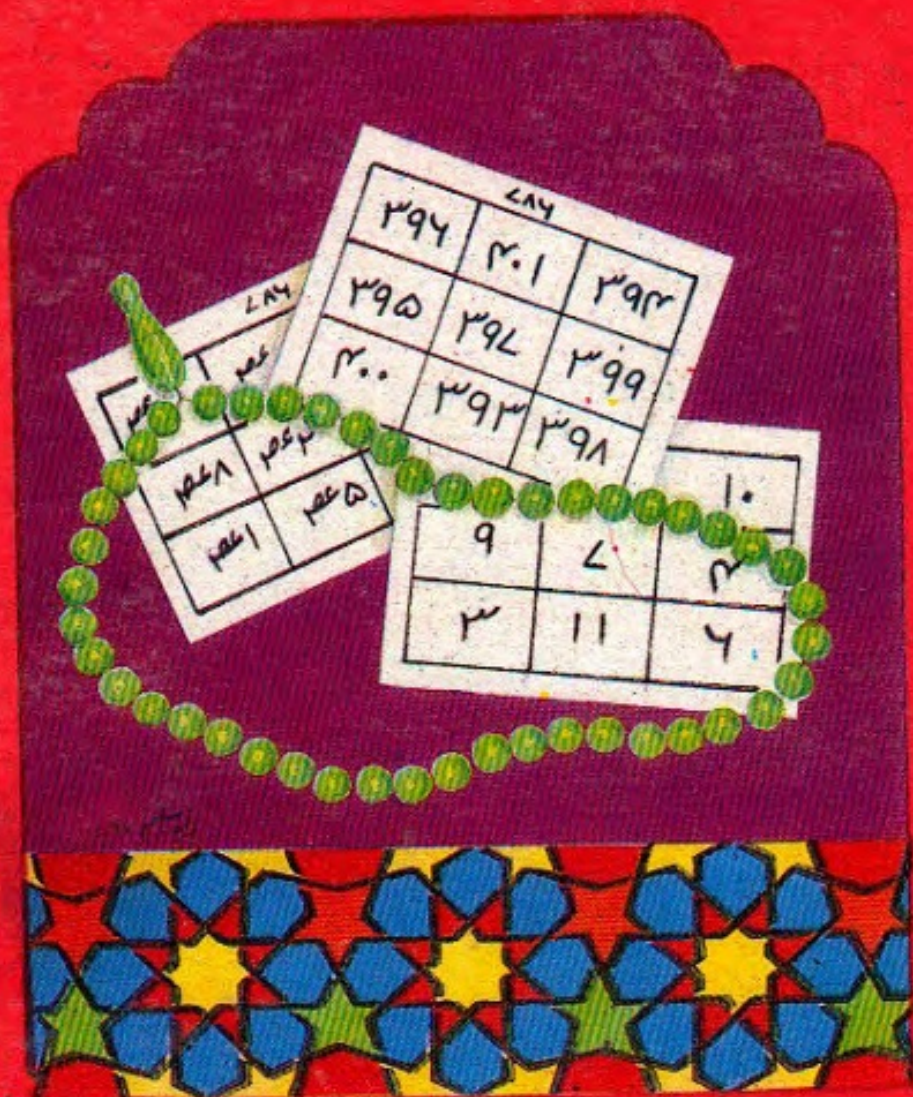
عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

مکتبہ رحمانیہ ○ اردو بازار ○ لاہور، فون ۲۳۱۷۸۸

وَاقْرَأْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ وَ كُلَّمَا مَرَرْتَ عَلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فَاعْقِدْ عُقْدَةً وَّانْفِثْ فِيْهَا وَعَلِّقِ الْخَيْطَ فِيْ عُنُقِ الصَّبِيِّ يُعَافِهِ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ۔

سورہ رحمٰن پڑھ اور جے بار کہ تو فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پر پہنچے تو ایک گرہ دے اور اس پر پھونک ڈال اور دھاگے کو لڑکے کی گردن میں باندھ دے، حق تعالیٰ اس کو اس بیماری سے آرام دے گا۔

نامہائے اصحاب کہف، برائے امان ازغرق و آتش زرگی و غارت گری و دُزدی۔

وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اَسْمَاءَ اَصْحٰبِ الْكَهْفِ اَمَانٌ مِّنَ الْغَرْقِ وَالْحَرْقِ وَالنَّهْبِ وَ السَّرْقِ۔

اور سنا میں نے حضرت والدؒ سے فرماتے تھے کہ اصحاب کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے، اِلٰهِیْ سے آخر تک دعا کرے۔

اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ يَمْلِيْخَا مَكْسَلْمِيْنَا كَشْفُوْطَطْ اَذْرَفَطْيُوْنُسْ كَشَافَطْيُوْنُسْ، تَبْيُوْنُسْ بُوَانِسْ بُوْسْ وَكَلْبُهُمْ قِطْمِيْرُ وَ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ۔

برائے حاجت روائی

وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِذَا اعْتَرَضَتْ لَكَ حَاجَةٌ

اور سنا میں نے حضرت والدؒ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرماتے

بريدة، عن أبيه ، عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه قال : قال رسول الله ﷺ :

« إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضِ فَلاَةٍ فَلْيُنَادِ : يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبُسُوا ، يا عِبَادَ اللَّهِ احْبُسوا ، فَإِنَّ للَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي الأَرْضِ حَاضِراً سَيَحْبِسُهُ » .

٣٠٧ ـ باب ما يقول إذا عثرت دابته

٥٠٩ ـ أخبرنا أبو عبد الرحمن ، حدثنا عثمان بن عبد الله ، ثنا أحمد بن عبدة ، ثنا محمد بن حمران القيسي ، ثنا خالد الحذاء عن أبي تميمة ، عن أبي المليح ، عن أبيه وهو أسامة بن عمير رضي الله عنه ، قال : كنت ردف رسول الله ﷺ فعثر بعيرنا ، فقلت : تعس الشيطان ، فقال لي رسول الله ﷺ :

« لاَ تَقُلْ تَعِسَ الشَّيْطَانُ ، فَإِنَّهُ يَعْظُمُ حَتَّى يَصِيرَ مِثْلَ البَيْتِ وَيَقُوْلُ بِقُوَّتِي ، لَكِنْ قُلْ : بِسْمِ اللَّهِ ، فَإِنَّهُ يَصْغُرُ حَتَّى يَصِيرَ مِثْلَ الذُّبَابِ » .

٣٠٨ ـ باب ما يقول على الدابة الصعبة

٥١٠ ـ أخبرنا أبو الليث نصر بن القاسم ، حدثنا عبيد الله بن عمر

---

٥٠٩ ـ رواه أحمد في « المسند » ٥٩/٥ وأبو داود رقم (٤٩٨٢) في الأدب : باب رقم ٧٧ ، قال الهيثمي في « المجمع » ١٣٢/١٠ : رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح ، غير محمد ابن حمران وهو ثقة ، وقال الألباني في « تخريج الكلم » رقم (٢٣٧) : أخرجه أبو داود بسند صحيح وجهالة الصحابي لا تضر ، على أن ابن السني رواه بسند لا بأس فيه عن أبي المليح عن أبيه ، وأبوه صحابي اسمه أسامة ، وهكذا رواه النسائي ، في « عمل اليوم والليلة » (٥٥٤ ـ ٥٥٦) ، وابن مردويه في تفسيره ورواه الإمام أحمد. انظر « تخريج الكلم » رقم (٢٣٧) .

٥١٠ ـ قال الحافظ في « تخريج الأذكار » ١٥٢/٥ : هو خبر مقطوع ، ورواية عن المنهال بن عيسى ، قال أبو حاتم : مجهول ، وقد وجدته عن أعلى عن يونس ، أخرجه الثعلبي في « التفسير » بسند من طريق الحكم عن مجاهد عن ابن عباس .

«وإذا قرأت المسانيد، كمسند العدني ومسند أحمد بن منيع،
وهي كالأنهار، ومسند أبي يعلى كالبحر يكون مجمع الأنهار»

الحافظ إسماعيل بن محمد بن الفضل التميمي

مسند أبي يعلى الموصلي

الإمام الحافظ أحمد بن عليّ بن المثنى التميمي

(٢١٠ - ٣٠٧هـ)

حققه وخرّج أحاديثه

حسين سليم أسد

دار المأمون للتراث

دمشق - ص. ب ٤٩٧١ - بيروت - ص. ب ١١٣/٦٤٣٣

٣٠٣ ـ (٥٢٦٩) حدثنا الحسن بن عمر بن شقيق، حدثنا معروف بن حسان، عن سعيد، عن قتادة، عن ابن بُرَيْدة،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضِ فَلاةٍ فَلْيُنَادِ: يَا عِبَادَ اللهِ احْبِسُوا! يَا عِبَادَ اللهِ احْبِسُوا! فَإِنَّ للهِ حَاضِراً فِي الأَرْضِ سَيَحْبِسُهُ»(١).

٣٠٤ ـ (٥٢٧٠) حدثنا الأخنسي أحمد بن عمران، حدثنا محمد بن فضيل وسمعته يقول: حدثنا إبراهيم الهجري، عن أبي الأحوص،

عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ، فَإِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَأَوْتِرْ»(٢).

= وذكره الهيثمي في «مجمع الزوائد» ٩/٢٨٩ باب: ما جاء في عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، وقال: «رواه الطبراني، وأبو يعلىٰ، وإسناده ضعيف».

(١) إسناد ضعيف لضعف معروف ابن حسان، قال أبو حاتم: «مجهول»، وقال ابن عدي: «منكر الحديث» وابن بريدة هو عبد الله. وقد تحرف عند ابن السني إلى «أبي بردة، عن أبيه».

وأخرجه ابن السني في «عمل اليوم والليلة» برقم (٥٠٨) من طريق أبي يعلىٰ هذه.

وذكره الهيثمي في «مجمع الزوائد» ١٠/٢٣٢ باب: ما يقول إذا انفلتت دابته، وقال: «رواه أبو يعلىٰ، والطبراني ـ وزاد: سيحبسه عليكم ـ وفيه معروف بن حسان، وهو ضعيف».

وذكره ابن حجر في «المطالب العالية» ٣/٢٣٩ برقم (٣٣٧٥) وعزاه إلى أبي يعلىٰ. ونقل الشيخ حبيب الرحمن قول البوصيري: «فيه معروف بن حسان وهو ضعيف».

(٢) إسناده ضعيف لضعف إبراهيم بن مسلم الهجري. وأما أحمد بن =

حققه وخرج احاديثه

حمدي عبد المجيد السلفي

الجزء العاشر

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة ت ، ٨٦٤٢٤٠

طلحة الجحدري ثنا ابن لهيعة عن عبيدالله بن ابي جعفر عن ابي عبدالرحمن الحبلي عن عبدالله بن مسعود قال قلت يا رسول الله اي الظلم أعظم ؟ قال : « ذراع من الارض ينقصه المؤمن من حق اخيه ليست حصاه احدهما الا طوقها يوم القيامة » .

١٠٥١٧ ـ حدثنا عبدان بن احمد ثنا خليفة بن خياط وماهر بن نوح قالا ثنا المفضل بن معروف ثنا عون بن ابي راشد عن عبدالرحمن بن عبد رب الكعبة عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « ان اول هذه الامة خيارهم واخرهم شرارهم مختلفين متفرقين فمن كان يؤمن بالله واليوم الاخر فليأته منيته وهو يأتي الى الناس ما يحب ان يؤتى اليه » .

١٠٥١٨ ـ حدثنا ابراهيم بن نائلة الاصبهاني ثنا الحسن بن عمر بن شقيق ثنا معروف بن حسان السمرقندي عن سعيد بن ابي عروبة عن قتادة عن عبدالله بن بريدة عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « اذا انفلتت دابة احدكم بارض فلاة فليناد يا عباد الله احبسوا علي ، فان لله في الارض حاضرا سيحبسه عليكم » .

١٠٥١٧ ـ قال في المجمع ١٨٤/٨ وفيه المفضل بن معروف ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات .

١٠٥١٨ ـ ورواه ابو يعلى ٢٤٤/٢ وعنه ابن السني الا انه عند ابن السني عن ابن بردة عن ابيه وهو خطأ من النساخ . قال في المجمع ١٣٢/١٠ وفيه معروف بن حسان وهو ضعيف . ثم فيه انقطاع بين ابن بريدة وابن مسعود كما قال الحافظ ابن حجر . وانظر سلسلة الضعيفة ١٠٨/٢ ـ ١٠٩ لشيخنا محمد ناصر الدين الالباني .

الجزء العاشر

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي المتوفى سنة ٨٠٧
بتحرير الحافظين الجليلين: العراقي وابن حجر

الناشر
دار الكتاب العربي
بيروت - لبنان

يسم الله تصاغرت إليه نفسه حتى يكون أصغر من ذباب. رواه أحمد بأسانيد ورجالها كلها رجال الصحيح. وعن أبي المليح بن أسامة عن أبيه قال كنت رديف رسول الله ﷺ فعثر بعيرنا فقلت تعس الشيطان فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقل تعس الشيطان فانه يعظم حتى يصير مثل البيت ويقول بقوتي ولكن قل بسم الله فانه يصير مثل الذباب. رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح غير محمد بن حمران وهو ثقة.

﴿ باب مايقول إذا ركب البحر ﴾

عن الحسين بن علي قال قال رسول الله ﷺ أمان أمتي من الغرق إذا ركبوا البحر أن يقولوا (بسم الله مجريها (١) ومرساها إن ربي لغفور رحيم) (وماقدروا الله حق قدره) الآية. رواه أبو يعلى عن شيخه جبارة بن مغلس وهو ضعيف. وعن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال أمان أمتي من الغرق إذا ركبوا السفن أو البحر أن يقولوا بسم الله الملك (وماقدروا الله حق قدره والأرض جميعاً قبضته يوم القيامة والسموات مطويات بيمينه سبحانه وتعالى عما يشركون) (بسم الله مجريها ومرساها ان ربي لغفور رحيم). رواه الطبراني في الأوسط والكبير وفيه نهشل بن سعيد وهو متروك.

﴿ باب مايقول إذا انفلتت دابته أو أراد غوثا أو أضل شيئا ﴾

عن عتبة بن غزوان عن نبي الله ﷺ قال إذا أضل أحدكم شيئاً أو أراد عوناً وهو بأرض ليس بها أنيس فليقل ياعباد الله أعينوني (٢) فان لله عباداً لا نراهم، وقد جرب ذلك. رواه الطبراني ورجاله وثقوا على ضعف في بعضهم إلا أن يزيد بن علي لم يدرك عتبة. وعن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان لله ملائكة في الأرض سوى الحفظة يكتبون مايسقط من ورق الشجر فاذا أصاب أحدكم عرجة بأرض فلاة فليناد أعينوا عباد الله. رواه الطبراني (٣) ورجاله ثقات. وعن عبد الله ابن مسعود أنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا انفلتت دابة أحدكم بارض فلاة فليناد ياعباد الله احبسوا ياعباد الله احبسوا فان لله حاضراً في الأرض سيحبسه. رواه أبو يعلى والطبراني وزاد سيحبسه عليكم، وفيه معروف بن حسان وهو ضعيف.

---

(١) هكذا قراءة حفص، وفي الأصل «مجراها».

(٢) في نسخة «أغيثوني». (٣) في نسخة «البزار».

يردها يا عباد الله المراد بهم الملائكة او المسلمون من الجن او رجال الغيب
المسمون بالابدال ر اي رواه البزار عن ابن عباس وروى ابن السني عن ابن مسعود
مرفوعا اذا انفلتت دابة احدكم بارض فلاة فليناد يا عباد الله احبسوا
فان لله تعالى عبادا في الارض تحبسه قلت حكى لي بعض شيوخنا الكبار
في العلم انه انفلتت له دابة اظنها بغلة وكان يعرف هذا الحديث فقاله فحبسها الله
عليهم في الحال وكنت انا مرة مع جماعة فانفلتت منا بهيمة وعجزوا عنها
فقلته فوقفت في الحال بغير سبب سوى هذا الكلام ذكره النووي في الاذكار
رحمكم الله مو مص اي روى ابن ابي شيبة هذه الزيادة موقوفا
من قول ابن عباس وان اراد ح اي في تحيره واذا اراد عونا اي نصرا واعانة
او معينا ومغيثا فليقل يا عباد الله اعينوني يا عباد الله اعينوني
يا عباد الله اعينوني اي يكررها ثلاثا ط اي رواه الطبراني عن زيد بن
علي عن عتبة بن غزوان عن نبي الله صلى الله عليه وسلم انه قال اذا اضل
احدكم شيئا او اراد عونا وهو بارض ليس بها انيس فليقل يا عباد الله
اعينوني يا عباد الله اعينوني فان لله عبادا لا تراهم وقد جرب ذلك
اي وجد لك مجرب محقق ط اي رواه الطبراني من حديث عتبة بن غزوان
ايضا قال بعض العلماء الثقات حديث حسن يحتاج اليه المسافرون وروي
عن المشايخ انه مجرب قرن به النجح ذكره ميرك واذا اشرف اي اطلع على مكان
مرتفع اي عال قال اللهم لك الشرف اي العلو على كل شرف اي عال
اي لك العلو على كل عال
ولك الحمد على كل حال ا ص ى اي رواه احمد وابو يعلى وابن السني
عن انس ولذا اي كذا في اصل الاصيل واكثر الاصول وفي اصل الجلال واذا
اراد بلدا وبلام الاول اولى يريد دخولها ولعل يريد للتاكيد ذيلا ويم

كتاب الفتاوى الحديثية
للشيخ احمد ابن حجر الهيتمي
رحمة الله تعالى
عليه امين
يا رب
العالمين

من منن الله تعالى على عبده الفاني
محمد ابو السعادات
نجل السيد محمد سليم
مفتي يافا الدجاني بالشراء
الشرعي من تركة شيخنا
محي الدين الغالي سنة ١٢٩٠
بثمن قدره ٥ غروشا

فائدة في كيفية الوصية

ذكر محقق اصحابنا الشهير بابن عابدين في كتابه المسمى بشفاء العليل وبل الغليل في حكم الوصية في الختمات والتهاليل قال في آخر كتابه المذكور تنبيه وبما تقرر مع ما مر علم كيفية ترتيب الوصية لمن اراد ان يوصي فيجب عليه تقديم الاهم فالاهم فيقدم حقوق العباد التي لا شاهد بها فان حقوق العبد مقدمة لاحتياجه واستغناء الله تعالى ثم يوصي باخراج زكاة ماله او ما تبقى عليه منها وبالحج الفرض ان لم يكن حج وبكفارة كل يمين حنث فيها ويجب دفع كل كفارة لعشرة ولا يكفي دفع كفارات متعددة او كفارة واحدة لاقل من عشرة وبقية الكفارات المذكورة ان كان عليه شيء منها مع مراعاة العدد في مصرفها كما علمت وبالنذور وبفدية الصيام والصلاة ويكفي دفعها للواحد وبما في ذمته من الاضاحي وصدقات الفطر ونحو ذلك فهذا كله اذا ترك شيئا منه يكون آثما ويموت عاصيا ويستوجب النار ان لم يعف عنه الغفار ثم ان لم يكن عليه شيء من ذلك او كان وفعله او اوصى به يستحب له ان يوصي بان يحج عنه نفلا فانه افضل من الصدقة كما قدمناه وبشراء رقبة تعتق عنه وشاة تضحى عنه وبفدية صلاته وصيامه وكفارات ايمان ونحوها احتياطا لاحتمال تقصيره في شيء من ذلك وكذا بشيء معين يخرج عنه على نية الزكاة لما قلناه ويوصي ايضا لفقراء ارحامه ثم بعدهم لفقراء جيرانه ثم لاهل حرفته ثم اهل بلده ثم للفقراء من غيرهم وينبغي ان يتفقد ذوي الهيئات والمروءة من الفقراء وذوي العلم والصلاح ومن له حق عليه من تربية او تعليم او نحو ذلك ليكون ذلك شكرا له على صنيعه ايضا فهو مأمور به وان يتفقد مسجد محلته او غيرها لعله يحتاج الى مرمة ونحوها وان يوصي بشيء لعمارة طريق او سبيل او تجهيز غاز او ابن سبيل او فك اسير او غارم او نحو ذلك فكل ذلك او معظمه قد انعقد اجماع المسلمين على جزيل ثوابه ولو اوردنا ما فيه من الاحاديث والاخبار لخرجنا عن المقصود وان يوصي اهله بالتقوى والصبر

الولي وانما ما عليه بما يكون سببا للمريد له او صلاح لغيره
سئل نفع الله به ما عدة رجال الغيب وما الدليل على
وجودهم فاجاب بقوله رجال الغيب سموا بذلك
لعدم معرفة اكثر الناس لهم راسهم القطب الغوث الفرد
الجامع جعله الله دائرا في الافاق الاربعة اركان الدنيا
كدوران الفلك في افق السما وقد ستر الله احواله عن
الخاصة والعامة غيرة عليه غير انه يرى عالما كجاهل
وابله كفطن وتاركا اخذا قريبا بعيدا سهلا عسرا امنا
حذرا ومكانته من الاوليا كالنقطة من الدائرة التي
هي مركزها به يقع صلاح العالم والاوتاد وهم اربعة لا يطلع
عليهم الا الخاصة واحد باليمن وواحد بالشام وواحد
بالمشرق وواحد بالمغرب والابدال وهم سبعة على الاصح
وقيل ثلاثون وقيل اربعة عشر كذا قاله اليافعي وياتي
حديث انهم اربعون وحديث انهم ثلاثون وكلاهما
يعكر على قوله الاصح انهم سبعة والنقبا وهم اربعون
والنجبا وهم ثلثمائة فاذا مات القطب ابدل بخيار الاربعة
او احد الاربعة ابدل بخيار السبعة او احد السبعة ابدل
بخيار الاربعين او احد الاربعين ابدل بخيار الثلثمائة
او احد الثلثمائة ابدل بخير الصالحين فاذا اراد الله
قيام الساعة اماتهم اجمعين وذلك ان الله يدفع
عن عباده البلا بهم وينزل قطر السما بهم وروى
بعضهم عن الخضر انه قال ثلثمائة هم الاوليا
وسبعون هم النجبا واربعون هم اوتاد الارض وعشرة
هم النقبا وسبعة هم العرفا وثلثة هم المختارون
وواحد هو الغوث وجاء عن علي كرم الله وجهه انه

قال

قرآن وحدیث کی دعاؤں پر مشتمل بہترین کتاب
حِصنِ حصین
امام محمد بن محمد الجزریؒ
مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری دامت برکاتہم
خزینۂ علم وادب

جب جانور بھاگ جائے

(۱) تو یوں آواز دے۔

اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ ؕ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اللہ تم پر رحم کرے۔

(بزاز عن ابن عباس رضی اللہ عنہم)

لفظ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ ابن ابی شیبہ میں زیادہ ہے جو ابن عباسؓ پر موقوف ہے۔

(۲) بعض روایات میں یوں ہے کہ جب مدد کا ارادہ کرے (خواہ کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو) تو یوں پکارے۔

یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

(طبرانی فی الکبیر عن زید بن علیؓ)

اور اس کا تجربہ کیا گیا ہے (جب کبھی حیرانی کے موقعہ پر کسی نے اس طرح کی آواز

لہ یہ ندا ان لوگوں کو ہے جو وہاں موجود ہوں جن کا علم مسافر کو نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کو جانتا ہے۔ معجم طبرانی میں ایک روایت ہے کہ بلاشبہ اللہ کے کچھ فرشتے زمین میں گشت کرتے ہیں جو اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ ہیں۔ درختوں کے جو پتے گرتے ہیں ان کو لکھتے ہیں۔ پس جب تم میں سے کسی کو بیابان سرزمین میں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو اسطرح آواز دے یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ (یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو) حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ندا ان فرشتوں کو ہے جو وہاں موجود ہوتے ہیں اور ندائے غیب نہیں ہے پس اولیاء اللہ یا اموات کو ندا دینے کے جواز پر جو لوگ اس سے استدلال کرتے ہیں وہ غلط ہے۔

وعن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ ملٰئکۃً فی الارض سوی الحفظۃ یکتبون ما یسقط من ورق الشجر فاذا اصاب احدکم عرجۃ بارض فلاۃ فلیناد اعینوا عباد اللہ (رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۳۲) ۱۲

لگائی تو اللہ کا کوئی بندہ ضرور ظاہر ہو گیا) (طبرانی فی الکبیر)

اور جب بلند جگہ پر چڑھے تو یہ پڑھے

(۱) اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ؕ

اے اللہ تو ہی ہر بلندی سے اونچا ہے اور ہر حال میں تیرا شکر ہے۔

(احمد، ابو یعلیٰ، ابن السنی، عن انس رضؓ)

جب وہ بستی نظر آئے جس میں جانا ہے تو یہ پڑھے

(۱) اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا ۔

اے اللہ! جو ساتوں آسمانوں اور ان سب چیزوں کا رب ہے جو آسمانوں کے نیچے ہیں اور جو ساتوں زمینوں کا اور ان سب چیزوں کا رب ہے جو ان کے اوپر ہیں اور جو شیطانوں کا اور ان سب کا رب ہے جن کو شیطانوں نے گمراہ کیا ہے اور جو ہواؤں کا اور ان چیزوں کا رب ہے جنہیں ہواؤں نے اڑایا ہے سو ہم تجھ سے اس آبادی کی اور اس کے باشندوں کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور اس کے شر سے اور اس کی آبادی کے شر سے اور ان چیزوں کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں جو اس کے اندر ہیں۔

(نسائی، ابن حبان، حاکم، عن صہیب رضی اللہ عنہ)

(۲) اور بعض روایات میں اس موقعہ کے لئے یہ الفاظ آتے ہیں۔

اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا۔

میں تجھ سے اس بستی کی اور جو اس میں ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور یہ بستی اور جو اس میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(طبرانی عن لبابہ بن ابی رفاعہ بن المنذر الانصاری رضؓ)

حلية الأبرار وشعار الأخيار

في

تلخيص الدّعوات والأذكار المستحبّة في اللّيل والنّهار

المعروف بـ

الأذكار

النوويّة

تأليف

الإمام الفقيه المحدث محيي الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الدمشقي

ولد سنة ٦٣١ هـ وتوفي سنة ٦٧٦ هـ

رحمه الله تعالى

حقق نصوصه وخرّج أحاديثه وعلّق عليه

عبد القادر الأرناؤوط

طبعة خاصّة

للدكتور محمّد فيّاض البارودي

بالاشتراك مع

دار الملّاح للطباعة والنشر

قفل من الحجّ والعمرة ، قال الراوي : ولا أعلمه إلا قال: الغزو ، كلما أوفى على ثَنيةٍ أو فَدْفَدٍ كبَّر ثلاثا ثم قال : لا إلَـهَ إلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاشَرِيكَ لَهُ ، لَهُ المُلْكُ ، ولَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ على كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، آيِبُونَ تائِبُونَ عابِدُونَ ، ساجِدُونَ، لِربِّنا حامِدُونَ، صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ » هذا لفظ رواية البخاري، وروايةمسلم مثله، إلا أنه ليس فيها « ولا أعلمه إلا قال الغزو » وفيها « إذا قفل من الجيوش أو السرايا أو الحج أو العمرة » .

قلت : قوله : أوفى : أي ارتفع ، وقوله : فدفد ، هو بفتح الفاءين بينهما دال مهملة ساكنة وآخره دال أخرى: وهو الغليظ المرتفع من الأرض ، وقيل: الفلاة التي لاشيء فيها ، وقيل : غليظ الأرض ذات الحصى ، وقيل : الجَلَد من الأرض في ارتفاع .

ورويناء في « صحيحيهما » عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه قال : « كنا مع النبيّ ﷺ ، فكنا إذا أشرفنا على وادٍ هلّلنا وكبّرنا وارتفعت أصواتنا ، فقال النبيُّ ﷺ : « يا أيُّها النَّاسُ ارْبَعُوا على أنْفُسِكُمْ ، فإنَّكُمْ لا تَدْعُونَ أصَمَّ وَلا غائِباً ، إنَّهُ مَعَكُمْ ، إنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ » .

قلت : اربعوا بفتح الباء الموحدة ، معناه : ارفقوا بأنفسكم .

وروينا في كتاب الترمذي الحديث المتقدّم في باب استحباب طلبه الوصية، أن رسول الله ﷺ قال : « عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللهِ تَعالى ، والتَّكْبِيرِ على كُلِّ شَرَفٍ » .

وروينا في كتاب ابن السني عن أنس رضي الله عنه قال : كان النبيُّ ﷺ إذا علا شرفا من الأرض قال : « اللَّهُمَّ لكَ الشَّرَفُ على كُلِّ شَرَفٍ ، وَلكَ الحَمْدُ على كُلِّ حالٍ ».(١)

(باب النهي عن المبالغة في رفع الصوت بالتكبير ونحوه)

فيه حديث أبي موسى في الباب المتقدم .

(باب استحباب الحداء للسرعة في السير وتنشيط النفوس وترويحها وتسهيل السير عليها)

فيه أحاديث كثيرة مشهورة .

(باب ما يقول إذا انفلتت دابته)

روينا في كتاب ابن السني عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال : « إذا انْفَلَتَتْ دابَّةُ أحَدِكُمْ بأرْضِ فَلاةٍ فَلْيُنادِ : يا عِبادَ اللهِ احْبِسُوا ، يا عِبادَ اللهِ

(١) قال ابن علان في « شرح الأذكار » : قال الحافظ : حديث غريب ، أخرجه أحمد عن عمارة بن زاذان ، وأخرجه ابن السني من وجه آخر عن عمارة ، وهو ضعيف .

احْبِسُوا ، فإنَّ لِلّهِ عَزَّ وَجَلَّ في الأرضِ حاضِراً سَيَحْبِسُه»(١) قلت : حكى لي بعض شيوخنا الكبار في العلم أنه انفلتت له دابة أظنها بغلة ، وكان يعرف هذا الحديث ، فقاله، فحبسها الله عليهم في الحال . وكنت أنا مرّة مع جماعة ، فانفلتت منها بهيمة وعجزوا عنها ، فقلته ، فوقفت في الحال بغير سبب سوى هذا الكلام .

(باب ما يقوله على الدابة الصعبة)

رويناه في كتاب ابن السني عن السيد الجليل المجمع على جلالته وحفظه وديانته وورعه ونزاهته وبراعته أبي عبد الله يونس بن عبيد دينار البصري التابعي المشهور رحمه الله قال : ليس رجل يكون على دابة صعبة فيقول في أذنها : (أَفَغَيْرَ دِينِ اللهِ يَبْغُونَ ، ولهُ أَسْلَمَ مَنْ في السَّمواتِ والأرْضِ طَوْعاً وكَرْهاً وَإليْهِ يُرْجَعونَ) [آل عمران:٨٣] إلا وقفت باذن الله تعالى(٢).

(باب ما يقوله إذا رأى قرية يريد دخولها أو لا يريده)

روينا في « سنن النسائي » وكتاب ابن السني عن صهيب رضي الله عنه « أن النبي ﷺ لم ير قرية يريد دخولها إلا قال حين يراها : اللَّهُمَّ رَبَّ السمواتِ السَّبْعِ وما أظْلَلْنَ ، والأرضينَ السَّبْعِ وما أقْلَلْنَ ، وَرَبَّ الشَّياطينِ وما أضْلَلْنَ ، وَرَبَّ الرياحِ وما ذَرَيْنَ ، أسألُكَ خَيْرَ هَذِهِ القَرْيَةِ وخَيْرَ أهْلِها وخَيْرَ ما فيها ، ونَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّها وشَرِّ أهْلِها وشَرِّ ما فيها »(٣) .

وروينا في كتاب ابن السني عن عائشة رضي الله عنها قالت : « كان رسول الله ﷺ إذا أشرف على أرض يريد دخولها قال : اللَّهُمَّ إني أسألُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ وخَيْرِ ما جَمَعْتَ فيها

---

(١) وفي سنده ضعف وانقطاع ، قال ابن علان في « شرح الاذكار » : قال الحافظ : حديث غريب ، أخرجه ابن السني والطبراني ، وفي السند انقطاع بين ابن بريدة وابن مسعود ، وقد جاء بمعناه حديث آخر اخرجه الطبراني بسند منقطع ايضاً عن عتبة بن غزوان عن النبي صلى الله عليه وسلم ، قال: «إذا ضل أحدكم، أو أراد عوناً وهو بأرض ليس بها إنس فليقل : ياعباد الله أعينوني ثلاثاً، فان لله عباداً لا يرام» قال الحافظ : ولحديث عتبة شاهد من حديث ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال : « إن لله ملائكة في الارض سوى الحفظة يكتبون مايسقط من ورق الشجر ، فاذا أصابت أحدكم عرجة بأرض فلاة ، فلينادِ : ياعباد الله أعينوني ، وقال الحافظ : هذا حديث حسن الاسناد غريب جداً ، اخرجه البزار وقال : لا نعلمه يروى عن النبي صلى الله عليه وسلم بهذا اللفظ إلا من هذا الوجه بهذا الإسناد .

(٢) قال ابن علان : قال الحافظ : هو خبر مقطوع ، وراويه عنه المنهال يعني ابن عيسى ، قال أبو حاتم : هو مجهول ، قال الحافظ : وقد وجدته عن اعلى من يونس ، أخرجه البيهقي في التفسير بسنده من طريق الحكم عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : إذا استعصت دابة أحدكم ، أو كانت شموصاً فليقرأ في أذنها (أفغير دين الله يبغون) إلى (ترجعون) .

(٣) وهو حديث حسن ، حسنه الحافظ وغيره .

نُزُلُ الأَبْرار

بِالْعِلْمِ الْمَأْثُور

مِنْ

الأَدْعِيَةِ وَالأَذْكَار

لعلامة الزمان * بدر العلم والفضل والعرفان * المقتفى اثر الائمة المجتهدين * الشاد بتآليفه ازر هذا الدين * الجدير بان تشد اليه الرحال * وتضرب آباط الابل لاخذ العلم عنه فى كل حال * البحر الذى ليس له ساحل * الحبر الذى عنده قس البلاغة باقل * من اشتهر بالمجد والفخار * اشتهار الشمس فى رابعة النهار * الامام الهمام الملك الجليل المعظم المفضال * عالى الجاه بهادر

حضرة سيدنا السيد محمد صديق حسن

خان ملك بهوپال *

الطبعة الثانية

الناشر

دار المعرفة

للطباعة والنشر

بيروت - لبنان

باب استحباب الحداء للسرعة فی السیر وتنشیط النفوس وترویحها وتسهیل السیر علیها

قال النووی رحمه الله فیه احادیث کثیرة مشهورة انتهی قال الشاعر

* کم من قلوب رقاق اثر عیسهم * یا حادی العیس رفقا بالقواریر *

باب ما یقول اذا انفلتت دابته

عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اذا انفلتت دابة احدکم بارض فلاة فلیناد یا عباد الله احبسوا یا عباد الله احبسوا فان لله عز وجل فی الارض حاصرا یحبسه رواه السنی واخرجه البزار وابو یعلی والطبرانی قال فی مجمع الزوائد فیه معروف ابن حسان وهو ضعیف قال فی شرح العدة قال النووی فی الاذکار بعد ان روی هذا الحدیث عن کتاب ابن السنی قلت حکی لی بعض شیوخنا الکبار فی العلم انه انفلتت له دابة اظنها بغلة وکان یعرف هذا الحدیث فقاله فحبسها الله علیه فی الحال وکنت انا مرة مع جماعة فانفلتت منا بهیمة وعجزوا عنها فقلته فوقفت فی الحال بغیر سبب سوی هذا الکلام انتهی ما فی شرح العدة قلت وقد اتفق لی مثل ذلک وقد کنت فی سفر من قنوج الی بهوپال فانفلتت فرس لنا فطلبوه فلم یقدروا علیه فقلت هذا الکلام وکنت اعرفه من الحصن الحصین فحبس الله الفرس فی الحال ووقف من غیر احتیال ولله الحمد

باب ما یقول اذا اراد عونا

عن عتبة بن عزوان عن نبی الله صلی الله علیه وسلم قال اذا ضل احدکم شیئا او اراد احدکم عونا وهو بارض لیس بها انیس فلیقل یا عباد الله اعینونی یا عباد الله اعینونی یا عباد الله اعینونی فان لله عبادا لا یراهم الرائی اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال فی مجمع ورجاله وثقوا علی ضعف فی بعضهم الا ان زید بن علیؓ لم یدرک عتبة انتهی واخرج البزار من حدیث ابن عباس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان لله ملائکة فی الارض سوی الحفظة یکتبون ما سقط من ورق الشجر فاذا اصاب احدکم شیٔ بارض فلاة فلیناد اعینونی یا عباد الله قال فی مجمع الزوائد ورجاله ثقات قال شارح العدة وفی الحدیث دلیل علی جواز الاستعانة بمن لا یراهم الانسان من عباد الله سبحانه من الملائکة وصالحی الجن ولیس فی ذلک بأس کما یجوز للانسان ان یستعین ببنی آدم اذا عثرت دابته او تفلتت انتهی قلت کنت مرة فی سفر من بلدة مرزاپور الی جبلپور من بلاد الهند فوقع المرکب الذی علیه فی جدول والجدول فی الطغیان وکدت اغرق فیه مع المرکب وکان هذا الحدیث علی ذکر منی فقلت هذا الکلام فوقف المرکب فی الحال علی حجارة عظیمة کانت فی ذلک الجدول بعد ان سال علی موج الماء ونجوت من الغرق ولله الحمد ورأیت بعض المنتسبین الی العلم المبتدعین فی الدین استدل بهذا الحدیث علی جواز الاستعانة بغیر الله سبحانه وتعالی وما اجهل هذا المستدل بکیفیة الاستدلال وما ابعده من محل النزاع وقد ثبت فی الحدیث ان من

الآداب الشرعية

تأليف

الإمام الفقيه المحدِّث عبد الله محمد

ابن مُفلح المقدسي

المتوفى سنة ٧٦٣هـ

حققه وضبط نصه وخرج أحاديثه وقدم له

شعيب الأرنؤوط　　　　عمر القيام

الجزء الأول

١٤١٩هـ - ١٩٩٩م

فصل في كراهة سفر الرجل ومبيته وحده

قال الخلّال: (ما يكره أن يبيتَ الرجلُ وحده أو يسافر وحده). أنبأنا عبدالله: سمعت أبي يقول: لا يسافر الرجل وحده، ولا يبيت في بيتٍ وحده.

وقال جعفر: سألتُ أحمد عن الرجل يبيتُ وحده؟ قال: أَحَبُّ إليَّ أنْ يتوقَّى ذلك، قال: وسألت أحمد عن الرجل يسافر وحده؟ قال: لا يعجبني.

وقال في رواية الحسن بن علي بن الحسن: ما أُحِبُّ ذلك، - يعني في المسألتين - إلا أن يضطر مضطر، وقال في رواية صالح في الرجل يسير وحده: مع الجماعة أحبُّ إليَّ. وقال: قال القاسم بن محمد: بعث رسول الله ﷺ يزيد إلى رجل.

وقال أبو داود (باب في الرجل يسافر وحده): حدثنا القعنبي: عن مالك، عن عبد الرحمن بن حَرْمَلَة، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده قال: قال رسول الله ﷺ: «الراكبُ شيطان، والراكبان شيطانان، والثلاثة ركب»[(١)]. حديث حسن، ورواه النسائي، والترمذي، وحسنه من حديث مالك، ورواه أحمد.

فصل فيما يقول من انفلتت دابته أو ضلّ الطريق

وروى ابن السني في كتابه عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، عن رسول الله ﷺ قال: «إذا انفلتت دابة أحدكم بأرض فلاة فليقل: يا عبادَ الله احبسوا؛ فإنَّ لله في الأرض حاضراً سيحبسه»[(٢)].

قال عبدالله ابن إمامنا أحمد: سمعت أبي يقول: حججتُ خمسَ حجج، منها اثنتين راكباً، وثلاثاً ماشياً، أو ثلاثاً راكباً واثنتين ماشياً، فضللتُ الطريقَ في

---

(١) أخرجه أبو داود (٢٦٠٧)، وأحمد ٢/١٨٦، والترمذي (١٦٧٤)، وصححه الحاكم ٢/١٠٢ ووافقه الذهبي، وقال البغوي ١١/٢١: هذا حديثٌ حسنٌ.

(٢) أخرجه ابن السني (٥٠٨)، والطبراني في «الكبير» (١٠٥١٨)، وقال في «المجمع» ١٠/١٣٢: وفي سنده معروف بن حسان وهو ضعيف.

حجة وكنت ماشياً، فجعلت أقول: يا عبادَ الله دُلُّونا على الطريق، فلم أزل أقولُ ذلك حتى وقعتُ على الطريق، أو كما قال أبي.

فصل فيما يقال عندَ أخذِ الرجلِ شيئاً من لحية الرجل[١]

قال الخلّال في «الأدب»: (الرجل يأخذ الشيء من لحية الرجل) قال أبو حامد الخفاف: أخذ أبو عبد الله من لحية رجل شيئاً فقال: يا أبا عبد الله أيشٍ أحسن شيء في هذا؟[٢] فقال: فيه شيء عن ابن عمر: لا عدمت نافعاً. قال الخلّال: وأخبرني العباس المديني قال: سمعت عباس بن صالح يقول: وقد أخذ رجل من لحيته شيئاً، فقال له عباس: لا عدمتَ نافعاً. قال: يعني كلّ شيءٍ نفعه لا عَدِمَهُ. انتهى كلامه.

وذكر ابن عبد البر في كتاب «بهجة المجالس» له عن الحسن قال: لو أن إنساناً أخذ من رأسي شيئاً قلت: صرف الله عنك السوء. وعن عمر قال: إذا أخذ أحد عنك شيئاً فقل: أخذت بيدك خيراً.

وقد روي عن النبيِّ ﷺ أنه قال لأبي أيوب الأنصاري وقد أخذ عنه أذى: «نزع الله عنك ما تكره يا أبا أيوب»[٣].

وفي «الأدب» لأبي حفص العكبري: (ما يُسْتَحَبُّ إذا أخذ من لحيةِ الرجلِ شيئاً أنْ يُريه إياه) ثم روى أن رجلاً أخذ من لحية عمر رضي الله عنه شيئاً وكان لا يزال يفعل ذلك، فأخذ عمر يده ذاتَ يوم فلم يجد فيها شيئاً فقال: أما اتقيتَ الله؟ أما علمْتَ أنَّ الملق كذب؟ وروى أيضاً عن الحسن، عن عمر قال: إذا أخذ أحدكم من رأسِ أخيهِ شيئاً فَلْيُرِهِ إياهُ. قال الحسن: نهى أميرُ المؤمنين عن

---

(١) يعني بما يؤخذ من اللحية ما عسى أن يقع عليها من الفم أو من الهواء.

(٢) يعني ما أحسن شيء ورد عن السلف فيما يقال لمن فعل ذلك من دعاء أو ثناء.

(٣) أخرجه الطبراني في «الكبير» (٤٠٤٨)، وقال في «مجمع الزوائد» ٩/٣٢٣: رواه الطبراني، وفيه نائل بن نجيح وثقه أبو حاتم وغيره وضعفه الدارقطني وغيره، وبقية رجاله ثقات إلا أن حبيب بن أبي ثابت لم يسمع من أبي أيوب.

الوابل الصيّب

من الكلم الطيّب

لشمس الدّين أبي عبد الله محمّد بن قيّم الجوزية

٦٩١ - ٧٥١هـ

حقّقه وخرّج أحاديثه

عبد القادر الأرناؤوط و ابراهيم الأرناؤوط

مكتبة دار البيان

بشير عيون

ص . ب ٢٨٥٤ - دمشق

الفصل السابع والثلاثون

في الدابة إذا انفلتت وما يذكر عند ذلك

عن ابن مسعود رضي الله عنه ، عن رسول الله ﷺ قال : « إذا انفلتت دابة أحدكم بأرض فلاة ، فلينادِ : يا عباد الله احبسوا ، فإن لله عز وجل حاضراً سيحبسه »[1] .

الفصل الثامن والثلاثون

في الذكر عند القرية أو البلدة إذا أراد دخولها

عن صهيب رضي الله عنه ، أن النبي ﷺ لم ير قرية يريد دخولها

= وراويه عنه المنهال بن عيسى ، قال أبو حاتم : مجهول ، وقد وجدته عن أعلى من يونس ، أخرجه الثعلبي في « التفسير » بسنده من طريق الحكم عن مجاهد عن ابن عباس .

(١) رواه ابن السني « في عمل اليوم والليلة » رقم ٥٠٢ وإسناده ضعيف ، قال الحافظ في « تخريج الأذكار » : حديث غريب أخرجه ابن السني ، وأخرجه الطبراني ، وفي السند انقطاع ، وقد جاء بمعناه حديث آخر أخرجه الطبراني بسند منقطع عن عتبة بن غزوان عن النبي ﷺ قال : « إذا ضل أحدكم أو أراد عوناً وهو بأرض ليس بها إنس فليقل : يا عباد الله أعينوني ، ثلاثاً ، فإن لله عباداً لا يراهم » ، ثم قال : ولحديث عتبة شاهد من حديث ابن عباس أن النبي ﷺ قال : « إن لله ملائكة في الأرض سوى الحفظة يكتبون ما يسقط من ورق الشجر ، فإذا أصابت أحدكم عرجة بأرض فلاة فليناد : يا عباد الله أعينوني » قال الحافظ : هذا حديث حسن الاسناد غريب جداً أخرجه البزار وقال : لا نعلمه يروى عن النبي ﷺ بهذا اللفظ إلا من هذا الوجه بهذا الإسناد .

تحفة الذاكرين
بعدة الحصن الحصين من كلام سيد المرسلين
صلى الله عليه وآله وسلم
للإمام العلامة الفقيه المجتهد
محمد بن علي الشوكاني
طبعة مصححة ومنقحة
مؤسسة الكتب الثقافية

56.jpg

خنس حتى يصير مثل الذباب » وقال صحيح الإسناد .

« وَإِذَا آنْفَلَتَتْ فَلْيُنَادِ : يَا عِبَادَ آللَّهِ آحْبِسُوا » (ز) .

الحديث أخرجه البزار كما قال المصنف رحمه الله ، وهو من حديث ابن مسعود رضي الله عنه قال : « قال رسول الله ﷺ إذا انفلتت دابة أحدكم بأرض فلاة ، فلينادِ : يا عباد الله احبسوا ، فإن الله حاضر في الأرض سيحبسه » وأخرجه أيضاً من حديثه أبو يعلى الموصلي والطبراني وابن السني قال في مجمع الزوائد : وفيه معروف بن حسان وهو ضعيف . قال النووي في الأذكار بعد أن روى هذا الحديث عن كتاب ابن السني . قلت وحكى لي بعض شيوخنا الكبار في العلم أنها انفلتت دابته أظنها بغلة وكان يعرف هذا الحديث[١] ، فقاله فحبسها الله عليه في الحال ، وكنت أنا مرّة مع جماعة فانفلتت معنا بهيمة فعجزوا عنها فقلته فوقفت في الحال بغير سبب .

« وَإِنْ أَرَادَ عَوْناً ، فَلْيَقُلْ : يَا عِبَادَ آللَّهِ أَعِينُوا ، يَا عِبَادَ آللَّهِ أَعِينُوا ، يَا عِبَادَ آللَّهِ أَعِينُوا » (ط) .

الحديث أخرجه الطبراني في الكبير كما قال المصنف رحمه الله ، وهو من حديث عتبة بن غزوان عن النبيّ ﷺ قال : « إذا ضلّ على أحدكم شيء ، وأراد أحدكم عوناً وهو بأرض فلاة ليس بها أحد[٢] ، فليقل : يا عباد الله أعينوا ، يا عباد الله أعينوا ، يا عباد الله أعينوا فإن لله عباداً لا يراهم قال في مجمع الزوائد ورجاله وثقوا على ضعف في بعضهم إلا أن زيد بن عليّ لم يدرك عتبة ، وأخرج البزار من حديث ابن عباس رضي الله عنهما « أن رسول الله ﷺ قال : إن لله ملائكة في الأرض سوى الحفظة يكتبون ما سقط من ورق الشجر ، فإذا أصاب أحدكم شيء بأرض فلاة فلينادِ : أعينوني يا عباد الله » قال في مجمع الزوائد رجاله ثقات ، وفي الحديث دليل على جواز الاستعانة بمن لا يراهم الإنسان من عباد الله من الملائكة وصالحي الجنّ ، وليس في ذلك بأس كما يجوز للإنسان أن يستعين ببني آدم إذا عثرت دابته أو انفلتت .

« وَإِذَا أَمْسَىٰ بِأَرْضٍ : رَبِّي وَرَبُّكِ اللَّهُ ، أَعُوذُ بِآللَّهِ مِنْ شَرِّكِ ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيكِ ، وَشَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ ، وَمِنَ الحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ ،

---

(١) في نسخة : الحديث .

(٢) في نسخة : أنيس اهـ .

صحيح مسلم

تصنيف
الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري
٢٠٦ - ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرجة من صحيح البخاري، قابلة للنظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى
مزيدة بكتابين: صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط، لابن الصلاح، وعلل أحاديث في كتاب الصحيح، لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية

58.jpg

عَنْ سُوَيْدِ ابْنِ مُقَرِّنٍ، أَنَّ جَارِيَةً لَهُ لَطَمَهَا إِنْسَانٌ، فَقَالَ لَهُ سُوَيْدٌ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الصُّورَةَ مُحَرَّمَةٌ؟ فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي، وَإِنِّي لَسَابِعُ إِخْوَةٍ لِي، مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَمَا لَنَا خَادِمٌ غَيْرُ وَاحِدٍ، فَعَمَدَ أَحَدُنَا فَلَطَمَهُ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نُعْتِقَهُ.

٣٣-(١٦٥٨) و حَدَّثَنَاه إِسْحَاقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى، عَنْ وَهْبِ ابْنِ جَرِيرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: قَالَ لِي مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ: مَا اسْمُكَ؟ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ الصَّمَدِ.

٣٤- (١٦٥٩) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ (يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ) حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:

قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلاَمًا لِي بِالسَّوْطِ، فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِي «اعْلَمْ، أَبَا مَسْعُودٍ!» فَلَمْ أَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ، قَالَ: فَلَمَّا دَنَا مِنِّي، إِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَإِذَا هُوَ يَقُولُ: «اعْلَمْ، أَبَا مَسْعُودٍ! اعْلَمْ، أَبَا مَسْعُودٍ!» قَالَ: فَأَلْقَيْتُ السَّوْطَ مِنْ يَدِي، فَقَالَ: «اعْلَمْ، أَبَا مَسْعُودٍ! أَنَّ اللَّهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَى هَذَا الْغُلاَمِ» قَالَ فَقُلْتُ: لاَ أَضْرِبُ مَمْلُوكًا بَعْدَهُ أَبَدًا.

٣٤-(١٦٥٨) و حَدَّثَنَاه إِسْحَاقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ (ح).

و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ حُمَيْدٍ (وَهُوَ الْمَعْمَرِيُّ)، عَنْ سُفْيَانَ (ح).

و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ (ح).

و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، كُلُّهُمْ، عَنِ الأَعْمَشِ، بِإِسْنَادِ عَبْدِ الْوَاحِدِ، نَحْوَ حَدِيثِهِ.

غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ: فَسَقَطَ مِنْ يَدِي السَّوْطُ، مِنْ هَيْبَتِهِ.

٣٥- (١٦٥٩) و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ ابْنُ الْعَلاَءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلاَمًا لِي، فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا: «اعْلَمْ، أَبَا مَسْعُودٍ! لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ» فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللَّهِ، فَقَالَ: «أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ، لَلَفَحَتْكَ النَّارُ، أَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ».

٣٦-(١٦٥٩) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لابْنِ الْمُثَنَّى)، قَالاَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، أَنَّهُ كَانَ يَضْرِبُ غُلاَمَهُ، فَجَعَلَ يَقُولُ: أَعُوذُ بِاللَّهِ، قَالَ: فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ، فَقَالَ: أَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ، فَتَرَكَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَاللَّهِ! لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ». قَالَ: فَأَعْتَقَهُ.

٣٦-(١٦٥٩) و حَدَّثَنِيهِ بِشْرُ ابْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ)، عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا الإِسْنَادِ.

وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهُ: أَعُوذُ بِاللَّهِ، أَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

(٩)- باب: التَّغْلِيظِ عَلَى مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بِالزِّنَا

٣٧-(١٦٦٠) و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ (ح).

و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ ابْنُ غَزْوَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ أَبِي نُعْمٍ.

حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: «مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بِالزِّنَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلاَّ أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ». [اخرجه البخاري: ٦٨٥٨].

۷۲۷۴ منتخب احادیث مبارکہ کی شہرۂ آفاق کتاب کا مکمل سلیس اردو ترجمہ اور حواشی

صحیح مسلم شریف
مترجم ○ عربی اردو

الجامع الصحیح للامام المسلم

الامام الحافظ ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری م ۲۶۱ھ

جلد دوم

اردو ترجمہ۔ فوائد و تشریحات:

مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی

جدید حواشی از فتح الملہم و تکملہ فتح الملہم

حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب فاضل تخصص فی الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

تقریظ

مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی دامت برکاتہم

مفتی و استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی

ادارہ اسلامیات
لاہور۔ کراچی
پاکستان

60.jpg

١٨٠٤- وَحَدَّثَنَاه إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَهُوَ الْمَعْمَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِ عَبْدِ الْوَاحِدِ نَحْوَ حَدِيثِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ فَسَقَطَ مِنْ يَدِي السَّوْطُ مِنْ هَيْبَتِهِ *

۱۸۰۴۔ اسحاق بن ابراہیم، جریر، (دوسری سند) زہیر بن حرب، محمد بن حمید، معمری، سفیان۔ (تیسری سند) محمد بن رافع، عبدالرزاق، سفیان، ابوبکر بن ابی شیبہ، عفان، ابو عوانہ، اعمش سے عبدالواحد کی ساتھ اسی طرح حدیث مروی ہے، باقی جریر کی روایت میں ہے کہ حضور کی ہیبت کی وجہ سے کوڑا میرے ہاتھ سے گر پڑا۔

١٨٠٥- وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللَّهِ فَقَالَ أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ أَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ *

۱۸۰۵۔ ابو کریب محمد بن العلاء، ابو معاویہ، اعمش، ابراہیم تیمی، بواسطہ اپنے والد، حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا، میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی، ابو مسعود! اس بات کو جان لے، یقیناً اللہ تعالیٰ تجھ پر زیادہ قدرت رکھتا ہے، اس سے جتنی کہ تو اس غلام پر رکھتا ہے، میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وہ اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہے آپؐ نے فرمایا، اگر تو ایسا نہ کرتا تو جہنم کی آگ تجھے جلا دیتی یا تجھے لگ جاتی۔

(فائدہ) معلوم ہوا کہ جب تک اپنے اعمال درست نہ ہوں تو کوئی پیر، یا پیری مریدی کارگر نہیں ہو سکتی، یوم تجزی کل نفس بما کسبت (یعنی جس دن ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا) کا عموم اسی پر دال ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

١٨٠٦- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّهُ كَانَ يَضْرِبُ غُلَامَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ أَعُوذُ بِاللَّهِ قَالَ فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ فَقَالَ أَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ فَتَرَكَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ قَالَ فَأَعْتَقَهُ *

۱۸۰۶۔ محمد بن مثنیٰ اور ابن بشار، ابن ابی عدی، شعبہ، سلیمان، ابراہیم تیمی، بواسطہ اپنے والد حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے، غلام کہنے لگا، اعوذ باللہ! وہ اور مارنے لگے غلام بولا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ تو حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے چھوڑ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ تجھ پر اتنی طاقت رکھتا ہے کہ تو اس غلام پر نہیں رکھتا، ابو مسعودؓ نے اس غلام کو آزاد کر دیا۔